عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ہفت روزہ ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد ۲۸ | ۲۳ تا ۳۰/شعبان ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۶ تا ۲۲/اگست ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۳۱

سانحہ گوجرہ

پس پردہ محرکات

بیرونِ ملک مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوّت کی مساعی

قادیانیوں کا تعاقب

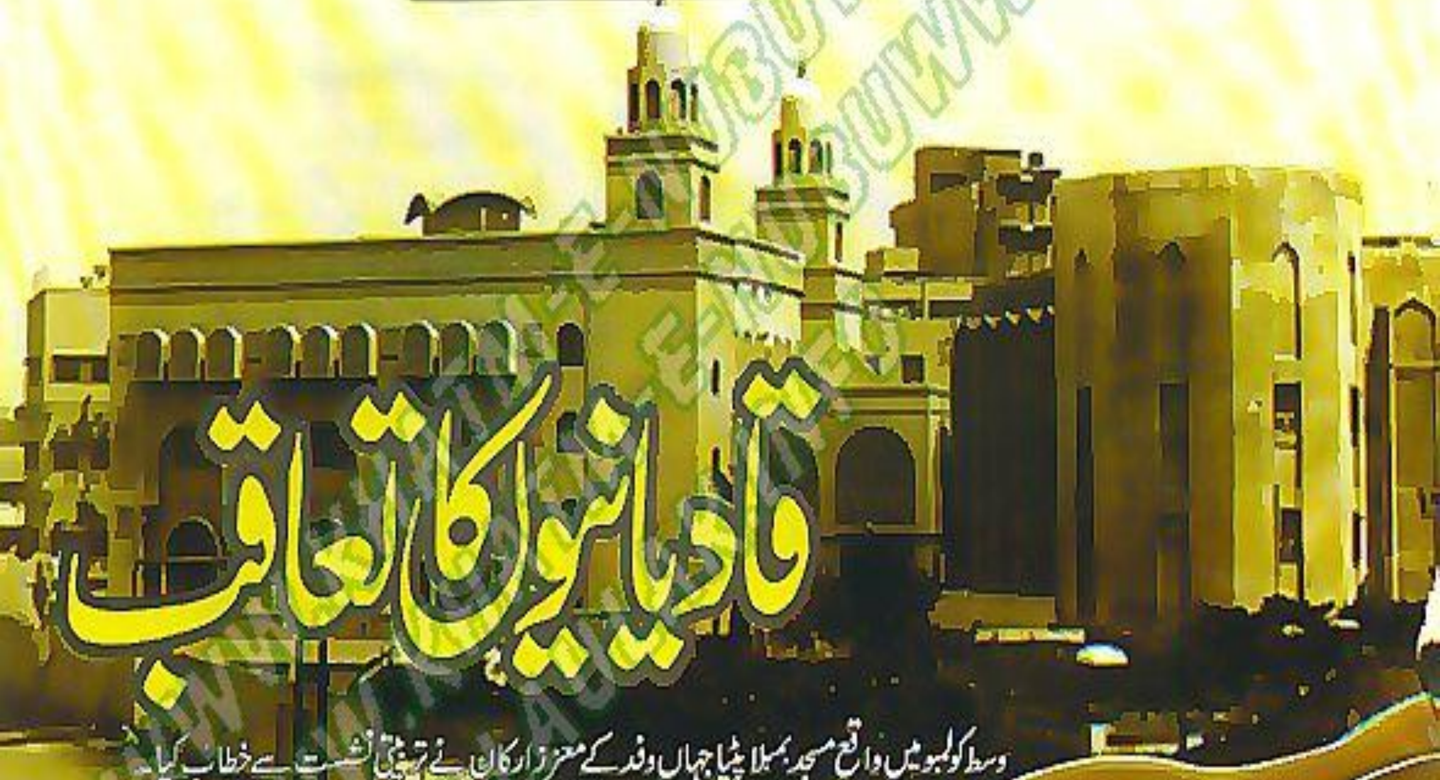

وسط کولمبو میں واقع مسجد بمبلا پٹیا جہاں وفد کے معزز ارکان نے تربیتی نشست سے خطاب کیا۔

وقت کی پکار

موجودہ حالات اور مسلمانوں کی ذمہ داری

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

قانون تحفظ نسواں کی ''برکات''

عبداللہ، کراچی

س:...... یہ مسئلہ میری بہن کا ہے، کچھ عرصے قبل اس کے ساتھ ایک لڑکے نے زیادتی کی تھی، اب وہ گھر پر ہے، جو ہمارا حال ہے وہ آپ سمجھ سکتے ہیں، وہ ہر وقت روتی رہتی ہے، چیختی چلاتی ہے، موت سے بدتر حالات ہیں، وہ خودکشی کرنا چاہتی ہے، ایک بار کوشش بھی کی تھی، جس لڑکے نے یہ حرکت کی ہے وہ طاقتور اور دولت مند لوگ ہیں، ہم ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتے، کبھی میرا دل چاہتا ہے کہ اس شخص کو ختم کردوں، میری بہن صدمے سے دوچار ہے اس کا کہنا ہے کہ اللہ نے میری قسمت میں یہ سب لکھ دیا ہے، اس وقت کے بعد سے کوئی رشتہ وغیرہ بھی نہیں آتا، آپ بتائیں کہ ان حالات میں ہمارے لئے کیا حکم ہے؟

ج:...... آپ اپنی بہن کو تسلی دیں اور اسے یقین دلائیں کہ اس میں اس کا کوئی قصور نہیں ہے اور نہ ہی قیامت کے دن اس سے کوئی مواخذہ ہوگا اور ظالم کو ایک نہ ایک دن اس کا وبال بھگتنا ہوگا، اس کو کہیں کہ خودکشی حرام ہے۔ بہرحال میں دعا کرتا ہوں اللہ تعالیٰ آپ کی بہن کو کوئی مناسب رشتہ عطا فرمائے۔ میرے عزیز! یہ سب کچھ معاشرہ میں انگریزی قوانین کی نحوست کے شاخسانے ہیں۔ ورنہ اگر ملک میں اسلامی قوانین رائج ہوتے تو اس موذی کو سرِ عام دردناک سزا سے دوچار کیا جاتا اور اسے نشانِ عبرت بنایا جاتا تو اس مظلومہ کی اشک شوئی ہوتی اور جرائم پیشہ افراد کی کمر ٹوٹتی۔ کوئی اربابِ اقتدار سے پوچھے کہ تمہارا تحفظ نسواں کا قانون کہاں گیا؟ جو مظلوموں کی اشک شوئی اور ظالموں اور درندوں کی گردن ناپنے سے قاصر ہے؟

بینک کی لیزنگ گاڑیاں

عامر سہیل، کراچی

س:...... آج کل مختلف بینکوں کی طرف سے لیزنگ پر گاڑیاں ملتی ہیں، میرے پاس اتنے وسائل نہیں کہ میں کیش پر گاڑی خرید سکوں، کیا لیزنگ پر گاڑیاں لینا شرعی طور سے جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... بینکوں کی جانب سے لیزنگ پر دی جانے والی گاڑیاں دراصل سود اور ربا کی ترویج ہے، اس سے بچیں۔

س:...... چند موذن نماز سے پہلے بلند آواز میں درود شریف پڑھتے ہیں، کیا یہ عمل درست ہے؟

ج:...... اذان سے پہلے درود شریف کا قرآن و سنت اور دین و شریعت میں کہیں کوئی ثبوت نہیں، یہ بدعت ہے۔

س:...... اگر کسی شخص کو دورانِ نماز پیشاب کے قطرے آتے ہوں تو وہ دوبارہ وضو کرے یا نہیں؟

ج:...... اگر وہ معذور نہیں ہے تو دوبارہ وضو کرکے نماز پڑھے، لیکن اگر وہ اس مرض کا

مولانا سعید احمد جلال پوری

مریض ہے کہ ہر وقت اس کو پیشاب کے قطرے آتے رہتے ہیں اور اس کو اتنا مہلت نہیں ملتی کہ وضو کرکے نماز پڑھ سکے تو وہ معذور ہے ہر نماز کے وقت کے لئے نیا وضو کرلیا کرے اور نماز پڑھا کرے، پیشاب کے قطرے آنے سے اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

قرآن خوانی

عبدالغفار، راولپنڈی

س:...... قرآن خوانی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ بعض لوگ نیا گھر خریدتے ہیں یا کوئی بیمار شخص صحتیاب ہوجائے یا کسی شخص کے انتقال کے بعد قرآن خوانی کی جاتی ہے اور باقاعدہ طور پر لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے شرعاً یہ عمل جائز ہے یا نہیں؟

ج:...... تبرک کی غرض سے قرآن پڑھنا اور پڑھانا جائز ہے، ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی ایک رسم ہے، اگر کوئی شخص اپنے کسی مرحوم کے لئے گھر میں بیٹھ کر قرآن پڑھ کر اس کا ثواب بخشتا ہے تو یہ جائز ہے، لیکن مروجہ قرآن خوانی کے اعلانات و اجتماعات محض رسم ہیں، کیونکہ عموماً لوگ اللہ تعالیٰ کے لئے نہیں رکھ رکھاؤ اور شرما شرمی قرآن پڑھتے ہیں، پھر اس میں بھی سو سو قباحتیں ہوتی ہیں۔

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.LAULAK.INFO

ہفت روزہ
ختم نبوۃ
مجلس

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ ۲۴/تا۳۰/شعبان ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۶تا۲۲/اگست ۲۰۰۹ء شمارہ:۳۱

سرپرست
حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر
عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر
حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر
محمد انور رانا

تزئین و آرائش:
محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

سانحہ گوجرہ... پس پردہ محرکات	۵	مولانا سعید احمد جلالپوری
قاری سعید الرحمنؒ کا سانحہ ارتحال	۸	مولانا اللہ وسایا مدظلہ
مولانا عبدالرحمن شہباز کا وصال	۹	۔ ۔ ۔ ۔
موجودہ حالات اور مسلمانوں کی ذمہ داری	۱۳	مولانا سید محمد الحسنیؒ
ختم نبوت کے چارٹی وفد کا دورہ سری لنکا	۱۵	مولانا سعید احمد جلالپوری
اہل نصاب سے خطاب	۲۰	آسیہ صدیقی
وقت کی پکار	۲۱	ابو فرزہ
مرزا قادیانی کے دجل و تضاد (۷)	۲۵	مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
خبروں پر ایک نظر	۲۷	ادارہ

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زر تعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی و ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زر تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک - ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔ اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس:
35 Stockwell Green
London. SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO

درسِ حدیث

گزشتہ سے پیوستہ

دنیا سے بے رغبتی

اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن رکھنا

مقصود ان تمام ارشادات سے یہی ہے کہ بندے کو ہر تنگی و آسانی میں ہر راحت و پریشانی میں اپنے مالک سے خیر کا ہی گمان رکھنا چاہئے، مالک کی طرف سے کبھی بدگمانی نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں یہ ذکر کر دینا بھی مناسب ہوگا کہ حق تعالیٰ شانہٗ کے ساتھ حسنِ ظن اور خوش گمانی کی بنیاد، اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی سے قوی تعلق اور قوی محبت ہے، محبت کا تعلق جتنا قوی ہوگا اسی درجے کا حسنِ ظن نصیب ہوگا، اور چونکہ محبت کے درجات غیر متناہی ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسنِ ظن کے درجات بھی بے شمار ہیں، حق تعالیٰ شانہٗ اپنی عنایت و رحمت سے اس ناکارہ کو بھی اور اس کے باتوفیق قارئین کو بھی یہ دولت نصیب فرمائیں۔

دُوسرا مضمون اس حدیثِ قدسی میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ جب تک بندہ اللہ تعالیٰ کے ذکر و دُعا میں مشغول رہے اسے حق تعالیٰ شانہٗ کی معیت نصیب رہتی ہے۔ قرآنِ کریم میں بہت سی جگہ بہت سے اعمال پر معیتِ الٰہی کا وعدہ ہے، یہ تو ظاہر ہے کہ یہاں حسّی اور مادّی معیت مراد نہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اس سے پاک اور منزہ ہے، بلکہ یہاں بے کیف اور معنی معیت مراد ہے، جو حق تعالیٰ شانہٗ کی نصرت و اعانت اور رضا و محبت سے کنایہ ہے، بندے کو ذکرِ الٰہی کی توفیق ہو جانا ہی حق تعالیٰ کی خاص عنایت و رحمت ہے، اور پھر اس پر معیتِ الٰہی کا جو وعدہ فرمایا گیا ہے یہ تو ایسی دولت ہے کہ کوئی دولت اس کے برابر نہیں ہو سکتی، اور پھر مزید عنایت یہ کہ اگر بندہ تنہائی میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرے تو حق تعالیٰ شانہٗ بھی رضا و قبول کے ساتھ اسے تنہائی میں یاد فرماتے ہیں، اور بندہ کسی محفل میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے تو اللہ تعالیٰ اس سے بہتر محفل یعنی ملأ اعلیٰ میں فخر و مباہات کے ساتھ اس کا تذکرہ فرماتے ہیں۔

تیسرا مضمون اس حدیث میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ اگر بندہ ایک بالشت اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے تو اس کی رحمت و عنایت دو بالشت آگے بڑھ کر اس کا استقبال کرتی ہے، اور اگر بندہ ایک ہاتھ اللہ تعالیٰ کی طرف بڑھے تو حق تعالیٰ دو ہاتھ آگے بڑھ کر اس کی پذیرائی فرماتے ہیں، اور اگر بندہ لڑکھڑاتے قدموں سے اللہ تعالیٰ کی طرف چلے تو اللہ تعالیٰ دوڑ کر اسے منزلِ قرب طے کرا دیتے ہیں۔

اس ارشاد میں ایک تو حق تعالیٰ شانہٗ کی عنایت بے پایاں کا بیان ہے کہ وہ کس طرح اپنے بندوں کے ٹوٹے پھوٹے اعمال کی پذیرائی فرماتے اور ان پر انعام و اکرام کی بارشیں فرماتے ہیں، دُوسرے اس طرف بھی اشارہ ہے کہ تقرب الی اللہ کی منزلیں انسان کی سعی و کوشش سے طے نہیں ہوتیں، بلکہ ہوتا یہ ہے کہ جب بندہ اپنی ہمت و استطاعت

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

کے مطابق حقیر سی سعی بجالاتا ہے تو جاذبۂ الٰہیہ اسے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے، اور وصول الی اللہ کے منازل درحقیقت اسی جاذبۂ الٰہیہ سے طے ہوتے ہیں، کیونکہ بندے کی تمام تر محنت و کوشش محدود ہے، اور وصول الی اللہ کی راہ غیر محدود۔ اس کا کوئی امکان نہیں کہ محض بندے کی طاعت و عبادت اور اس کی محنت و مجاہدہ سے یہ غیر محدود راستہ طے ہو جائے، نیز اس ارشادِ پاک میں اس طرف بھی اشارہ فرمایا گیا ہے کہ حق تعالیٰ شانہٗ کو بندوں سے بُعد نہیں، بُعد اور دُوری جتنی ہے وہ خود بندے کے نفسانی حجابات کی وجہ سے ہے، جب حق تعالیٰ کی نظرِ عنایت کسی بندے کی طرف متوجہ ہوتی ہے تو اس کے ان نفسانی حجابات کو اُٹھا کر اسے سوئے منزل گامزن کر دیتے ہیں، اور جب وہ حق تعالیٰ شانہٗ کی رضا کو مقصود بنا کر سفرِ طاعت شروع کرتا ہے تو اسے راستہ طے کرا دیتے ہیں۔ یا اللہ! محض اپنے لطف و کرم سے ہمارے لئے تمام منزلیں آسان فرما دیجئے اور اپنی رحمت و رضا نصیب فرما دیجئے۔ ☆ ... ☆

دین اتباع کا نام ہے

مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے یہ بتلا دیا کہ خرابی یہ ہوئی کہ اس دین کے اندر وہ چیز جو اللہ تعالیٰ نے نہیں بتایا اور خود ساختہ اہتمام التزام ہی اصل خرابی ہے۔ میں یہ کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ سارے دین کا خلاصہ "اتباع" ہے کہ ہمارا حکم مانو، نہ روزہ رکھنے میں کچھ رکھا ہے، نہ افطار کرنے میں کچھ رکھا ہے، نہ نماز پڑھنے میں کچھ رکھا ہے، جب ہم کہیں کہ نماز پڑھو تو نماز پڑھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں نماز نہ پڑھو تو نماز نہ پڑھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں کہ روزہ رکھو تو روزہ رکھنا عبادت ہے اور جب ہم کہیں روزہ نہ رکھو تو روزہ نہ رکھنا عبادت ہے، اگر اس وقت روزہ رکھو گے تو یہ دین کے خلاف ہوگا تو دین کا سارا کھیل اتباع میں ہے، اگر اللہ تعالیٰ یہ حقیقت دل میں اتار دے تو ساری بدعتوں کی خود ساختہ التزامات کی جڑ کٹ جائے گی۔

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

سانحہ گوجرہ... پس پردہ محرکات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

۳۱/ جولائی ۲۰۰۹ء بروز جمعہ فیصل آباد کے قریبی شہر گوجرہ میں عیسائی، مسلم فسادات کا ایک ناخوشگوار سانحہ پیش آیا، جس میں تقریباً سات افراد ہلاک اور متعدد زخمی ہوگئے، جبکہ چالیس مکانات نذر آتش کردیئے گئے۔ بلاشبہ اس ناخوشگوار سانحہ کی جتنا بھی مذمت کی جائے کم ہے، کیونکہ کسی اسلامی ملک میں رہنے والے مسلم و غیر مسلم شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ حکومت کے فرائض اور ذمہ داریوں میں شامل ہے۔

بہرحال اس خونی معرکہ کے بعد حکومت و انتظامیہ بلکہ پاکستان کی وفاقی و صوبائی حکومتیں اور وزارتیں متاثرین کی اشک شوئی اور ان کی اخلاقی و قانونی مدد کے لئے گوجرہ پہنچ چکی ہیں اور گوجرہ کے ڈی پی او، ڈی سی او اور دیگر سترہ نامزد افراد سمیت آٹھ سو نامعلوم افراد کے خلاف انسداد دہشت گردی ایکٹ سمیت سنگین نوعیت کی دیگر دفعات کے تحت مقدمہ درج کرلیا گیا ہے، علاقہ بھر سے سو افراد گرفتار ہوچکے ہیں اور مزید گرفتاریوں کے لئے چھاپے مارے جارہے ہیں۔ اخباری اطلاعات کے مطابق: صورت حال کو کنٹرول کرنے، حالات کو معمول پر لانے، متاثرین سے مذاکرات کرنے، احتجاج ختم کرانے، ریلوے ٹریک بحال کرانے، جنازے اٹھانے اور صورت حال کا جائزہ لینے کے لئے اتوار ۲/ اگست تک وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی، وفاقی وزیر ٹیکسٹائل انڈسٹری رانا فاروق سعید، سینئر صوبائی وزیر راجہ ریاض احمد، صوبائی وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان، صوبائی وزیر بلدیات سردار دوست محمد کھوسہ، صوبائی وزیر اقلیتی امور کامران مائیکل، آئی جی پولیس پنجاب، ہوم سیکریٹری پنجاب، کمشنر فیصل آباد ڈویژن، ریجنل پولیس آفیسر فیصل آباد، تمام ارکان قومی و صوبائی اسمبلی مسلم لیگ (ن) و پی پی پی کے عہدیداران بھی گوجرہ میں پہنچ گئے تھے، جبکہ وزیر اعلیٰ پنجاب جناب شہباز شریف نے متاثرین کی امداد اور متاثرہ مکانوں کی تعمیر اور زخمیوں کے علاج معالجہ کا اعلان بھی کردیا ہے۔

بلاشبہ اس صورت حال کا یہی تقاضا تھا اور ایک مسلمان ملک کی مسلم انتظامیہ کو اپنے شہریوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے ایسا ہی کرنا چاہئے تھا، لیکن اگر حکومت و انتظامیہ اس صورت حال کے پیدا ہونے سے قبل ایسے شرپسندوں کی مجرمانہ سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھتی تو شاید ایسی سنگین صورت حال پیش نہ آتی، تاہم جہاں اس سانحہ کے مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچانے کی ضرورت ہے، وہاں اس کا کھوج لگانے کی بھی ضرورت ہے کہ یہ خراش صورت حال کیوں پیش آئی؟ لہٰذا اس سانحہ کے پس پردہ اسباب و محرکات سے چشم پوشی بھی مجرمانہ غفلت ہوگی، کیونکہ اگر ان اسباب و علل کو بے نقاب نہ کیا گیا تو ایسے واقعات و سانحات کا تدارک نہیں ہوسکے گا، بلکہ آج نہیں تو کل پھر اس قسم کے واقعات رونما ہوں گے، اس لئے کہ:

۱:...... اخباری اطلاعات اور پرنٹ میڈیا کی رپورٹیں بتلاتی ہیں کہ اس ساری صورت حال کے ذمہ دار وہ بدنہاد عیسائی ہیں، جنھوں نے قرآن پاک کی توہین کی، اور قرآنی اوراق کو پھاڑ پھاڑ کر اچھالا، جب اس پر سنی تحریک (روزنامہ امت کراچی ۲/ اگست ۲۰۰۹ء) نے ہڑتال کی اور اس گستاخی کے خلاف پرامن احتجاجی ریلی نکالی تو عیسائیوں نے اس پر فائرنگ کرکے حالات کو اس سنگینی تک پہنچایا، لہٰذا اگر بہ نظر انصاف دیکھا جائے تو "البادی اظلم"... ابتداء

کرنے والا ہی مجرم ہوتا ہے... کے مصداق گوجرہ کی عیسائی برادری ہی قرآن پاک کی توہین کرنے اور پُر امن ریلی کے شرکاء پر ناروا فائرنگ کرنے کی وجہ سے مجرم ہے۔ سوال یہ ہے کہ عیسائیوں کے اس مجرمانہ عمل کے پیچھے کہیں قادیانیوں کا ہاتھ تو نہیں ہے؟ ہمارا وجدان کہتا ہے کہ اس کے پیچھے قادیانی سازش کام کر رہی ہے، لہٰذا ان کے اس سازشی عمل سے صرف نظر نہیں کیا جانا چاہئے۔

۲:...... اس کا جائزہ لینے کی بھی ضرورت ہے کہ کہیں ان موذیوں نے یہ سارا کچھ کسی خاص منصوبے اور ملک دشمنی پر مبنی سازش کے تحت تو نہیں کیا؟ جی ہاں عین ممکن ہے کہ یہ سب کچھ قانون توہین رسالت کو ختم کرانے یا اس میں مجوزہ ترمیم کرانے کے لئے کیا گیا ہو، کیونکہ اس سانحہ کو وجہ جواز بنا کر اقلیتی امور کے وزیر نے جو بیان دیا ہے وہ اس سازش کی چغلی کھاتا ہے، لیجئے ملاحظہ ہو:

”گوجرہ (مانیٹرنگ ڈیسک) وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز بھٹی نے کہا ہے کہ توہین رسالت ایکٹ کا غلط استعمال روکنے کے لئے اس میں ترامیم کی جائیں گی، وہ گوجرہ میں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ شہباز بھٹی نے کہا کہ توہین رسالت ایکٹ کے غلط استعمال کے کئی واقعات ہو چکے ہیں، جنہیں روکنے کے لئے ترامیم ہونی چاہئیں، انہوں نے کہا کہ فسادات میں انتظامیہ اور پولیس نے مجرمانہ غفلت کا مظاہرہ کیا ہے، انہوں نے بتایا کہ فسادات میں ہلاک ہونے والوں کے ورثاء کو 5،5 لاکھ روپے امداد دینے کا اعلان کیا ہے جبکہ تباہ ہونے والے مکانات کی تعمیر کے لئے 3،3 لاکھ روپے امداد دی جائے گی۔ ان کا کہنا تھا کہ وزیر اعظم کی جانب سے متاثرین کے لئے الگ پیکج کا اعلان جلد ہوگا۔ (چشم بددور! عیسائی ”مظلوموں“ کی اشک شوئی کے لئے وزیر اعظم کا وہ پیکج بھی اخبارات میں آچکا ہے، چنانچہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں ان کو دس دس کروڑ کی امداد دیں گی۔ (روزنامہ امت کراچی، ۷/ اگست ۲۰۰۹ء... ناقل) دریں اثناء صدر زرداری نے وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور شہباز بھٹی کو فوری طور پر گوجرہ جا کر وہاں کے حالات معمول پر لانے اور متاثرہ لوگوں کی بحفاظت اپنے گھروں میں واپسی تک ٹھہرنے کی ہدایت کی ہے۔ اس حوالہ سے صدر کے ترجمان سابق سینیٹر فرحت اللہ بابر نے بتایا کہ صدر زرداری نے گوجرہ واقعہ کا سخت نوٹس لیتے ہوئے وہاں ہونیوالے واقعات پر تشویش ظاہر کی ہے، جس سے عالمی برادری کو ہمارے ملک اور معاشرے کے بارے میں ایک غلط پیغام ملا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حال ہی میں قصور میں رونما ہونے والے اس قسم کے ایک اور واقعہ نے اس صورت حال پر فوری طور پر قابو پانے کی اہمیت بڑھا دی ہے۔ صدر نے کہا کہ کسی بھی حالت میں کسی شخص کو اس امر کی اجازت نہیں دی جائے گی کہ وہ حقیقی یا سوچی سمجھی شکایات کے ازالہ کے لئے قانون کو اپنے ہاتھ میں لے۔ صدر مملکت نے کہا کہ صوبائی حکومت نے بھی اس ضمن میں اقدام اٹھائے ہیں اور وزیر اقلیتی امور حالات کو معمول پر لانے کے لئے صوبائی حکومت سے رابطہ رکھیں۔ صدر آصف علی زرداری نے کہا کہ انکوائری اور تحقیقات کے نتیجہ میں ملزمان انصاف کے کٹہرے میں لائے جائیں گے۔ انہوں نے متاثرہ گھرانوں کو معاوضہ ادا کرنے کی بھی ہدایت کی۔“ (روزنامہ اسلام کراچی، ۳/ اگست ۲۰۰۹ء)

اگر اس کے ساتھ روزنامہ امت کراچی ۵/ اگست ۲۰۰۹ء کی خبر بھی ملا دی جائے تو قانون توہین رسالت کے خاتمے سے متعلق اسلام دشمن عناصر کے عزائم بلکہ مستقبل کی بھیانک صورت حال اور زیادہ کھل کر سامنے آجاتی ہے، لیجئے خبر پڑھئے:

”کراچی (اسٹاف رپورٹر) کیتھولک آرچ ڈایوسیس کراچی کے آرچ بشپ ایوریسٹ پنٹو نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ توہین رسالت کے قانون دفعہ ۲۹۵-سی کا فی الفور خاتمہ کیا جائے۔ اقلیتوں کے سیاسی مسائل کو حل کرنے کے لئے ایک کمیشن بنایا جائے۔ سانحہ گوجرہ کی تحقیقات کو عوام کے سامنے لایا جائے۔ وہ مختلف چرچوں کے فادرز کے ساتھ کراچی پریس کلب میں پریس کانفرنس سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے مسیحی و دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والوں کے جان و مال کی حفاظت کا بھی مطالبہ کیا ہے۔“

۳:...... یہ بھی دیکھنے کی چیز ہے کہ کہیں اس "قربانی" کے پیچھے پنجاب کی تقسیم اور اس میں عیسائی صوبہ کے قیام کی راہ ہموار تو نہیں کی جارہی؟ کیونکہ جس طرح انڈونیشیا کو تقسیم کر کے اس کے عین وسط میں مشرقی تیمور نامی عیسائی آبادی کا اعلان کیا گیا تھا، بہت ممکن ہے کہ عیسائی تو تیں اس قسم کے واقعات و سانحات کو جواز بنا کر یہ مطالبہ نہ کرنا شروع کردیں کہ: چونکہ پاکستان میں عیسائی اقلیت پر عرصہ حیات تنگ کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا ان کے لئے الگ صوبہ کا قیام عمل میں لایا جائے۔

یہ سب کچھ مفروضے نہیں، بلکہ یہ حقیقت ہے اور اس قسم کی آوازیں اٹھائی جارہی ہیں، چنانچہ عیسائی دنیا اور اس کے کارندے لاہور سے لاؤنچ ہونے والی اپنی ایک ویب سائٹ: "یونائیٹڈ کرسچن آرگنائزیشن" میں اس کا اعلان کر چکے ہیں، اور ہم گزشتہ شمارے میں اس کی نشاندہی کر چکے ہیں، لیجئے اس کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے:

"... یہ ایک این جی او "یونائیٹڈ کرسچن آرگنائزیشن" کی ویب سائٹ سے حاصل کردہ مواد کا اردو ترجمہ ہے، جس کا بانی اور صدر قیصر ایوب ہے، اور اس کا لوگو صلیب ہے، اس پر یو-سی-او طبع شدہ ہے، اس کے دفتر کا پتہ ہے: 97 / الیف راجہ سینٹر، مین مارکیٹ گلبرگ لاہور، اس کا فون نمبر: **042 -5091181** موبائل نمبر: **0322 -9811775** اور اس کا ای میل پتہ ہے: contact@ucopak.org, qaiser@ucopak.org

اس ویب سائٹ کے اغراض و مقاصد میں سے یہ ہے کہ اگر کسی کو کوئی مسئلہ درپیش ہو تو وہ ہم سے رجوع کرے، خصوصاً جو لوگ پسے ہوئے ہوں، ان کی اور تباہ حال عیسائیوں کی ہم مدد کرتے ہیں، نیز اس این جی او اور آرگنائزیشن کے مشن اور مقاصد میں یہ بھی شامل ہے کہ مملکت خداداد پاکستان میں عیسائیوں کے لئے الگ صوبہ کا قیام عمل میں لایا جائے...." (ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، جلد:۲۸، شمارہ:۲۹، صفحہ:۵)

۴:...... پھر اس کا بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے کہ اگر پاکستان کی عیسائی برادری ملک، قوم، اسلام، مسلمانوں اور ان کے مقدس شعائر کے خلاف اعلان بغاوت کرے یا ان کو للکارے اور اس کے جواب میں کچھ جذباتی نوجوان احتجاج کریں تو ان کے خلاف مشرق سے مغرب تک اور جنوب سے شمال تک کی پوری دنیا کے اسلام دشمن سراپا احتجاج بن جاتے ہیں، ہمارے ملک کی پوری حکومتی مشینری ان کی "مظلومیت" کے ازالہ کے لئے جت جاتی ہے اور صفائیاں پیش کرتے نہیں تھکتی، اس کے برعکس دوسری طرف عیسائی دنیا کے "مہذب" ملک جرمنی کی بھری عدالت میں ایک مسلمان خاتون کو سر عام قتل کر دیا جاتا ہے مگر اس پر کسی کے کان پر جوں نہیں رینگتی؟ آخر کیوں؟ صرف یہی نہیں بلکہ جب اس معصومہ کے شوہر نے اسے بچانے کے لئے، بربریت کا مظاہرہ کرنے والے سفاک درندے کے خلاف دفاعی اقدام کرنا چاہا تو مہذب دنیا کی مہذب پولیس نے نہ صرف اس کو تشدد کا نشانہ بنایا بلکہ اس کو ادھ موا کر دیا، ستم بالائے ستم یہ کہ اس پر نہ کسی کو افسوس ہوا اور نہ احساس، بلکہ بین الاقوامی پریس نے اس خبر کو ایسے دبا دیا، جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا، سوال یہ ہے کہ کیا مسلمان انسان نہیں؟ کیا ان کے کوئی جذبات نہیں؟ کیا مسلمانوں کے کوئی بنیادی انسانی حقوق نہیں؟ کیا دنیا میں لاقانونیت اور جنگل کا قانون ہے؟ کیا انسانی حقوق کی تنظیمیں صرف عیسائی اور غیر مسلموں کے حقوق کی علمبردار ہیں؟ اگر نہیں تو یہ سب کچھ کیوں اور کس لئے؟ اسی طرح روزنامہ اسلام ملتان کے بیورو چیف، جناب ڈاکٹر دین محمد فریدی کی بیٹی اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے اندرون سندھ کے مبلغ مولانا محمد علی صدیقی کی ہمشیرہ کو دن دہاڑے گھر میں گھس کر دو بیٹوں سمیت نہایت بے دردی سے شہید کر دیا جاتا ہے، چادر و چار دیواری کا مذاق اڑایا جاتا ہے، صنف نازک اور معصوم بچوں پر ظلم و تشدد کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں، آج اس سانحہ کو آٹھ روز ہو چکے ہیں، مگر تا حال وہ درندہ صفت قاتل گرفتار نہیں کئے جا سکے، سوال یہ ہے کہ ہماری حکومت و انتظامیہ پیپلاں ضلع میانوالی میں ہونے والی اس واردات کے سدباب یا ان بے کسوں کی تسلی تشفی کے لئے آخر ادھر کا رخ کیوں نہیں کرتی؟ اور ان مظلوموں کی اشک شوئی کے لئے کوئی اقدام کیوں نہیں کرتی؟ وہاں آئی جی، وزراء اور نمائندگان قومی و صوبائی اسمبلی کیوں نہیں جاتے؟ صرف اس لئے کہ وہ مسلمان ہیں اور ان کے پیچھے کسی بڑی طاقت کی پشت پناہی نہیں ہے؟ اگر جواب نفی میں ہے تو بتلایا جائے یہ دوہرا معیار کیوں اور کس لئے؟

بلاشبہ سانحہ گوجرہ میں احتجاج کرنے والے مجرم ہیں تو ان کو اس احتجاج پر مجبور کرنے والے ان سے زیادہ مجرم ہیں، اگر وہ قابل سزا ہیں اور ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کی ضرورت ہے، تو جو لوگ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلنا چاہتے ہیں تو ان کو بھی انہی آہنی ہاتھوں سے سزا دینے کی ضرورت ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

شیخ الحدیث حضرت مولانا

قاری سعید الرحمٰنؒ کا سانحہ ارتحال

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت برطانیہ کے زیر اہتمام ۱۲ جولائی ۲۰۰۹ء سنٹرل جامع مسجد برمنگھم یو کے میں ۲۴ ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس کی تیاری کے لئے برطانیہ کے پانچ ہفتوں کے سفر پر برمنگھم میں قیام کے دوران شیخ الحدیث مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب کے سانحہ ارتحال کی افسوسناک خبر ملی۔ مولانا قاری سعید الرحمٰن ۶ رجولائی ۲۰۰۹ء بروز پیر دن ساڑھے گیارہ بجے ملٹری ہسپتال راولپنڈی میں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون!

مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ ۱۵ اپریل ۱۹۳۵ء کو سہارنپور میں پیدا ہوئے۔ حکیم الامت حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز اور مظاہر العلوم سہارنپور کے استاذ الحدیث حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ کے آپ صاحبزادے تھے۔ قرآن مجید آپ نے ہردوئی انڈیا میں حفظ کیا۔ جہاں مولانا شاہ ابرارالحقؒ نے مدرسہ قائم کررکھا تھا۔ ابتدائی دینی تعلیم بھی آپ نے انڈیا مظاہر العلوم اور دیگر اداروں میں حاصل فرمائی۔ پاکستان بننے کے بعد حضرت مولانا عبدالرحمٰن کامل پوریؒ جامعہ خیرالمدارس ملتان میں تشریف لائے۔ تب مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب نے یہاں پر مولانا خیر محمد جالندھریؒ، مولانا عبدالقدیر مومن پوریؒ جیسے اساتذہ سے اکتساب علم کیا۔ دارالعلوم ٹنڈو الہ یار خان میں مولانا بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت بنوریؒ اور اپنے والد گرامی سے دورہ حدیث پڑھا۔

مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ کا آبائی گاؤں بہبودی علاقہ چھچھ ضلع اٹک تھا۔ آپ نے ۱۹۷۰ء میں جامعہ اسلامیہ کشمیر روڈ راولپنڈی صدر میں قائم کیا۔ اپنے خاندانی پس منظر اور ذاتی طور پر اپنے دور کے اہل علم کی آنکھوں کا آپ تارہ تھے۔ چنانچہ شیخ الاسلام مولانا محمد یوسف بنوریؒ، شیخ الحدیث مولانا عبدالحقؒ اکوڑہ خٹک، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ ایسے اکابر کا راولپنڈی میں قیام آپ کے جامعہ میں ہوتا تھا۔

مولانا قاری سعید الرحمٰنؒ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے وابستہ تھے۔ مولانا مفتی محمودؒ کے بعد مولانا سمیع الحق صاحب کے ساتھ جمعیت سے وابستہ رہے۔ آپ نے متعدد بار اپنے علاقہ چھچھ سے الیکشن میں حصہ لیا۔ محکمہ اوقاف کے صوبائی وزیر بھی رہے اور ضیاء الحق کی شوریٰ کے رکن بھی۔ اپنے علاقہ میں خوانین کی رعونت اقتدار کے سامنے آپ سد سکندری بنے رہے۔ پورے علاقہ کی دینی قیادت کو متحد کرکے سیاسی مذہبی قوت بناکر جاگیرداروں، خوانین کے خواب وخور کو پریشان کردیا۔ یہ آپ کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ آپ نے دم واپسیں تک علاقہ کے علمائے کرام کو متحد رکھا۔

حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے دور امارت میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن بھی رہے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت میں مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ کے قیام کے لئے پارک ہوٹل راولپنڈی کا انتخاب بھی آپ کا مرہون منت ہے جو آپ کے جامعہ اسلامیہ کے بالکل قریب تھا۔ اس حوالہ سے اس وقت کی تمام مرکزی قیادت کے شانہ بشانہ تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا۔ ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت میں جنرل محمد ضیاء الحق سے امتناع قادیانیت قانون پاس کرانے میں آپ کا بھی حصہ ہے۔ مشرف کے غیر شریفانہ دور میں آپ نے پاسپورٹ میں خانہ مذہب کی بحالی کے لئے اسلام آباد، راولپنڈی میں تحریک کو پروان چڑھایا۔ اپنے علاقہ چھچھ میں طوفانی دورے کئے۔ مجاہد ختم نبوت مولانا محمد اکرم طوفانی، مولانا عبدالسلام حضروی، مولانا قاضی ارشد الحسینی کے ساتھ پورے علاقہ کو سراپا تحریک بنادیا۔ آپ کے بڑے بھائی مولانا عبیدالرحمٰن مرحوم کا مستقل قیام برطانیہ تھا۔ آپ کے اکثر وبیشتر وہاں کے سفر ہوتے تو ختم نبوت کانفرنس برمنگھم میں ضرور شرکت فرماتے۔

۳۰ مارچ ۲۰۰۹ء کو آپ کی زیر صدارت آپ کے جامعہ میں ختم نبوت کونسل منعقد ہوا۔ آپ کی دعوت پر راولپنڈی، اسلام آباد کے سینکڑوں علماء کرام جمع ہوئے۔ اسی اجلاس میں آپ کی تحریک پر ۳ اپریل کے جمعہ پر راولپنڈی، اسلام آباد کی جامع مساجد میں یوم ختم نبوت منایا گیا۔ ۲۷ اپریل کو راولپنڈی لیاقت باغ میں ختم نبوت کانفرنس کرنے کا آپ کی زیر صدارت فیصلہ ہوا۔ (یہ کانفرنس آخری مرحلہ پر منظوری نہ ملنے کے باعث

ملتوی کرنا پڑی) فقیر راقم کی ۳؍مارچ کے اجلاس میں آپ سے آخری ملاقات ہوئی۔ کچھ عرصہ بعد آپ کو دل کی تکلیف ہوئی۔ سی۔ ایم۔ ایچ میں بائی پاس ہوا۔ کافی عرصہ زیر علاج رہے۔ یہیں پر ہی ۶؍جولائی کو پیام اجل کو لبیک کہا۔

قاری صاحب مائل بہ درازی قد، خوب ڈیل ڈول والا جسم۔ سرخ وسپید رنگ، عقابی نظریں، کشادہ پیشانی، کھلا گول چہرہ، سنت نبوی کی اس پر بہار، چلنے میں وقار، گفتگو میں علمی متانت، عالی ظرف، وسیع دماغ، دوستوں کے دوست، محبت کرنے والی ہردلعزیز شخصیت، آپ کی وسیع العلم شخصیت راولپنڈی، اسلام آباد کے دینی حلقہ کے لئے قابل احترام مرکزیت کا درجہ رکھتی تھی۔ ان کی ذات سے اکابر علماء حق کا نقشہ آنکھوں کے سامنے گھومنے لگ جاتا تھا۔ بہت عالی اقدار کے حامل تھے۔ اپنے والد مرحوم کے علمی مقام کے صحیح اور بجا طور پر وارث تھے۔ عرصہ سے اپنے جامعہ میں شیخ الحدیث کے عہدہ پر رونق افروز تھے۔

مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا عبدالمنان ہزارویؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا قاری محمد امینؒ، مولانا عبدالحکیمؒ، مولانا محمد رمضان علویؒ، مولانا محمد عبداللہ صاحب کے بعد اس علاقہ میں، بالخصوص راولپنڈی، اسلام آباد میں سب سے بڑی دینی شخصیت تھے۔ علم وفضل وقیادت وسیاست کا مظہر تھے۔ وہ کیا گئے سب بہاروں پر خزاں چھا گئی۔

بھوری میں انتقال کے روز رات ساڑھے دس بجے آپ کے صاحبزادہ مولانا قاری عتیق الرحمٰن نے جنازہ پڑھایا۔ اپنے والد گرامی مولانا عبدالرحمٰنؒ اور برادر کبیر مولانا عبید الرحمٰن کے پہلو میں ابدی نیند سو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

☆☆..........☆☆

مولانا اللہ وسایا مدظلہ

مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ کا وصال

ٹکوڈی تحصیل نکودر ضلع جالندھر کی آرائیں فیلی کے چشم وچراغ مولانا محمد علی جانبازؒ تھے۔ جو پہلے مجلس احرار اور پھر مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ رہے۔ بہت ہی محنتی وجفاکش درویش منش رہنما تھے۔ تقسیم ہند کے بعد سمندری ضلع فیصل آباد بخاری مسجد کے خطیب رہے۔ مرحوم کے صاحبزادگان میں سے مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ اور مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ نے بڑا نام ومقام پایا۔ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ شہادت کے عالی مرتبہ سے سرفراز ہوئے۔ ان کے برادر مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ بھی ۱۶؍جولائی ۲۰۰۹ء کو دل کے دورہ سے داغ جدائی دے گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون!

فقیر راقم الحروف برطانیہ کے سفر سے ۱۲؍جولائی کو واپس آیا۔ اپنے گھر آرام کے لئے تین دن عمداً کلیۃً فون بند رکھا۔ چوتھے روز فون آن کیا تو کچھ بعد دیگرے مختلف میسج ملے۔ ان میں ایک دل کو پیچ دینے والا میسج مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ کے انتقال کا بھی تھا۔ مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ نے گوجرانوالہ میں ۱۶؍جولائی کو بعد از ظہر مسلسل ڈیڑھ گھنٹہ عقیدہ حیات النبیؐ پر دھواں دھار خطاب کیا۔ گرمی کی حدت وشدت سے نڈھال، پسینہ سے شرابور، اختتام بیان پر مسجد کے ہال سے برآمدہ مسجد میں آئے تو دل کے درد سے دراز ہوگئے۔ ایمبولینس منگوائی گئی۔ ہسپتال لیجایا گیا۔ لیکن وہ جانبر نہ ہوسکے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کے بیان کے بعد مناظر اسلام مولانا عبدالستار تونسوی مدظلہ کا خطاب شروع تھا کہ ان کے انتقال کی خبر آگئی۔ عشاء کے بعد نصرۃ العلوم میں نماز جنازہ حضرت تونسوی مدظلہ کی اقتداء میں ادا کی گئی۔ جنازہ سمندری لایا گیا۔ اگلے روز سمندری میں نماز جنازہ کے بعد والد گرامی مرحوم کے پہلو میں سپردخاک ہوگئے۔ رحمۃ اللہ علیہ، رحمۃ واسعۃ!

مولانا عطاء الرحمٰنؒ، دراز قد، چنار رنگ، زلف دراز، کشادہ چہرہ، چھریرا بدن، سفید لباس، درویش فاقہ مست طبیعت، مجذوبانہ بھولی بھالی چال ڈھال، مختلف پتھروں کی بنی ہوئی انگوٹھیوں سے لدی پھندی دراز انگلیاں، پان کے رسیا، مسکرانے میں تنی، دل کے غنی اور صاف، سر پر سندھی ٹوپی، سرخ مہندی سے رنگا رنگ داڑھی وسر، عموماً سندھی اجرک سردیوں میں لئے ہوئے، گرمیوں میں کندھے پر لٹکائے ہوئے، قلندرانہ چال کے حامل، قہقہہ کے وقت پورے جسم پر ہنسی کا عالم طاری، پریشانی میں محبوبانہ ادا سے دنیا ومافیہا سے گم اور اللہ تعالیٰ سے نیازمندی میں مصروف ہوجانے والے رہنما، معقول بات ماننے سے بھی دریغ نہ کرتے، خطابت ذہنی، آواز سریلی، اردو، پنجابی کمال دوران بیان پورا زور لگانے کے عادی، گفتگو میں تند وتیز روی کی بجائے پیچ وتاب رازی کے خوگر، جفاکش، سادہ مگر پروقار زندگی۔ یہ تھے مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ۔ باپ جانباز۔ بیٹا شہباز۔ بھائی (مولانا ضیاء الرحمٰن) دلگداز سب پر اللہ کی رحمت ہو۔

۱۹۶۸ء میں فقیر کا مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ

کے طور پر لائل پور (فیصل آباد) میں تقرر ہوا۔ تب کھرڑیانوالہ میں مجلس کے مبلغ مولانا سید ممتاز الحسن گیلانی اور سمندری میں مجلس کے مبلغ مولانا محمد علی جانبازؒ تھے۔ اس زمانہ میں مولانا عطاء الرحمٰنؒ جامعہ رشیدیہ میں زیر تعلیم تھے۔ دارالعلوم کبیروالا میں بھی پڑھے اور خیرالمدارس ملتان میں دورہ حدیث کیا۔ فراغت پر والد صاحب کی زیر نگرانی سمندری میں خطابت کے جوہر دکھائے۔ پھر یکدم معلوم ہوا کہ گلگت چلے گئے۔ وہاں بہت عرصہ رہے۔ ایک بار قادیانی تنازعہ کے حل کے لئے شیخ الحدیث مولانا عبدالروف امیر مجلس اسلام آباد کی سربراہی میں فقیر راقم کو گلگت کے سفر پر جانے کا اتفاق ہوا۔ تب وہاں جتنے دن قیام رہا شب وروز سایہ کی طرح ساتھ رہا۔

مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ نے اپنے والد کے وصال کے بعد بخاری مسجد کی اوقاف کے تحت خطابت قبول کی۔ آگے چل کر ملک بھر کی جماعتی مصروفیات، تبلیغی، ملکی وغیر ملکی دوروں کے باعث خطابت سمندری کو خیرباد کہا تو مولانا عطاء الرحمٰن گلگت سے واپس آکر سمندری اسی مسجد کے خطیب مقرر ہوگئے۔ گویا والد گرامی اور برادر محترم کی جانشینی سنبھال لی۔ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقیؒ کی شہادت کے بعد ان کی جماعت میں شمولیت اختیار کی تو مرکزی شعبہ تبلیغ کے نگران بن گئے۔ اب مولانا عطاء الرحمٰن شہبازؒ سے مولانا عطاء الرحمٰن شہباز فاروقیؒ کے طور پر جانے پہچانے لگے۔ اس دوران ان سے بہت ہی محبت کا تعلق رہا۔ وہ فقیر کو چچا اور حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری کو بھائی جان کہتے تھے۔ عمر اور منصب کے اعتبار سے یہ رشتہ جوڑ نہ کھاتا تھا۔ ایک دن عقدہ کشائی کے لئے پوچھ لیا کہ یہ کیسے؟۔ تو گویا ہوئے کہ آپ میرے والد کے ساتھ رہے اس لئے چچا ہوئے۔ میں مولانا محمد علی جالندھریؒ کی گود میں پلا ہوں اور ان کو بچپن میں ابا جان کہتا تھا اس لئے مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری بھائی جان ہوگئے۔ راقم نے کہا کہ پھر تو میں آپ کے صاحبزادوں کا دادا ہوا۔ فرمایا کیوں نہیں؟ راقم نے عرض کیا کہ کیا صاحبزادے یہ مانتے بھی ہیں۔ فرمایا یہ محبت کے رشتے آپ کی اور ہماری ذات تک ہیں۔ رہی اولاد وہ تو خود باپ بننے کے چکر میں ہے۔ اس صحیح اور حاضر جوابی سے خوب دونوں طرف قہقہہ پڑا۔

ایک بار چناب نگر میں سالانہ کانفرنس پر رات گئے تشریف لائے۔ فقیر مہمانوں اور سٹیج کے کاموں میں گھرا ہوا نہیں بلکہ گرفتار حالت میں تھا۔ اورنگزیب اعوان آئے اور مولانا کی تشریف آوری کا مژدہ سنایا۔ عرض کی بٹھائیں، کھانا کھلائیں۔ فقیر ابھی حاضر ہوتا ہے۔ اگلے منٹ پر پھر وہ آدھمکا کہ مولانا فرماتے ہیں۔ ابھی بیان کرنا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ اس وقت مقررین کا رش ہے۔ کل جمعہ کے بھرپور اجتماع میں بیان ہوگا۔ وہ پیغام لے کر گیا۔ کچھ دیر بعد فقیر حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ انہیں جلدی تھی۔ وہ تو نو دو گیارہ ہوگئے۔

دوسرے روز فیصل آباد کے ایک روزنامہ میں ان کے نام سے بیان چھپا ہوا پڑھا کہ کانفرنس میں مشن جھنگوی کو نظر انداز کر دیا گیا۔ فوراً ماتھا ٹھنکا کہ بیان نہ ہوسکنے کا انتقام لیا ہے۔ راقم نے خاموشی بلکہ ڈڑوٹ لیا۔ کافی عرصہ بعد سندھ کے سفر سے ملتان دفتر تشریف لائے۔ لائبریری میں راقم کام کر رہا تھا۔ دروازہ میں داخل ہوتے ہی ہاتھ باندھ کر فرمایا۔ چاچا معافی مانگنے آیا ہوں۔ اتنا عرصہ مارے ڈر رہا۔ فقیر نے اس ادا پر جھک کر سلام کیا۔ معانقہ ہوا۔ پوچھا کیا پروگرام ہے۔ کہا نہانا ہے، کھانا ہے، آرام کرنا ہے اور لائبریری کی اس الماری کے پاس نشست گاہ بنادیں۔ جہاں ہمارے فریق ثانی کی اصل کتب ہیں۔ یہاں کام کرنا ہے۔ کاغذ قلم پر لگا کر رکھ دیں۔ شام تک قیام ہوگا۔ رات کو ملتان میں کانفرنس سے خطاب کرنا ہے۔ پھر رات ہی سفر ہوگا۔

ایک سانس میں اتنی تفصیل سے ایسی بے تکلفی پر لطف ہی آگیا۔ میں نے کہا کہ نشست گاہ کے ساتھ پان کے لئے اگالدان کا رکھنا بھول گئے۔ پوری توانائی سے قہقہہ مارا کہ لائبریری کا ہال گونج اٹھا۔ راقم نے عرض کیا پہلے غسل کر لیں۔ باقی انتظام میں کرتا ہوں۔ کپڑے بدلنے کے لئے بیگ کھولا، نئی اجرک نکالی اور یہ کہہ کر پیش کی کہ یہ آپ کی خدمت میں ہدیہ۔ راقم نے لے کر آنکھوں پر رکھا، سینہ سے لگایا، قبول ہے۔ تہہ کر کے ان کے بیگ میں رکھ دی کہ اب یہ میری طرف سے آپ کے صاحبزادہ کے لئے ہدیہ۔ مان گئے، نہا دھو، کپڑے بدل کر پرفیوم لگا کر شہزادے بن گئے۔ اتنی دیر میں کھانا لگ گیا۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے۔ کھانا شروع ہوا۔ تو فرمایا کہ قادیانیوں کے خلاف کام کرتے ہیں۔ یہ جو بارہ کو نبی مانتے ہیں ان کے خلاف کیوں نہیں کام کرتے؟ راقم نے عرض کی وہ تو آپ کر رہے ہیں۔ فرمایا لیکن آپ بھی تو کریں۔ راقم نے تفنناً کہا کہ وہ ان کو نبی نہیں مانتے۔ نہ ہی نبوت کو جاری مانتے ہیں۔ امام کے لئے نبی کا لفظ یا نبوت جاری رقم ہے جہاں ان کی کتب سے ایک حوالہ دکھا دیں۔ تو ابھی سر جھکا لوں گا۔ لیکن جو میرے دعویٰ کے لفظ ہیں۔ حوالہ میں اس کی رعایت و پابندی ضروری ہے۔ فوراً پکار اٹھے کہ ہاں ایسا تو ان کی کتب سے حوالہ میری نظر سے نہیں گذرا۔

لیکن وہ ائمہ معصوم مانتے ہیں۔ راقم نے کہا کہ ہر نبی معصوم ہوتا ہے۔ لیکن ہر معصوم نبی نہیں۔ جیسے بچے معصوم ہیں۔ لیکن نبی نہیں، فرشتے معصوم ہیں۔

لیکن نبی نہیں۔ غیر نبی کے لئے دعویٰ معصومیت کو غلط کہیں کہ یہ غلط عقیدہ ہے۔ لیکن اس سے دعویٰ نبوت، یا نبوت کے اجراء کی دلیل لانا تو غلط ہے۔ فرمایا وہ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے لکھا۔ راقم نے عرض کیا کہ وہ خواب کی بات ہے۔ خواب سے کسی کے عقیدہ پر دلیل لانا کیسے صحیح ہے؟ فرمایا وہ حضرت مولانا علی میاںؒ نے لکھا۔ راقم نے کہا کہ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، شیخ الاسلام حضرت بنوریؒ، شیخ الاسلام حضرت عثمانیؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، شیخ التفسیر حضرت لاہوریؒ نے فلاں فلاں مرحلے پر ان سے اختلاف کیا۔ تو پھر اس پر کیا فرمائیں گے؟ کچھ دیر خاموش رہے۔ پھر فرمایا کہ ابھی اطمینان نہیں ہوا۔

راقم نے عرض کیا: مولانا محترم! غیر نبی کو نبی سے افضل ماننا، غیر نبی کو معصوم کہنا، غیر نبی کو حلال وحرام کا مالک ماننا غلط عقیدہ ہے۔ اس کی ضرور تردید کریں۔ لیکن ائمہ کے لئے انہوں نے نبی کا لفظ کہیں نہیں لکھا۔ نبوت جاری ماننے والے کو وہ کافر کہتے ہیں۔ اس لئے وہ مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے باعث اسے کافر مانتے ہیں۔ اب ان کو ختم نبوت کا منکر کہنا یا قادیانیوں کی طرح کافر کہنا اس سے قادیانیوں کا کفر ہلکا کرنا ہے۔ جو بجائے خود صریح زیادتی ہے۔ آپ اور وجوہ سے جو چاہیں فتویٰ دیں۔ ہمیں غرض نہیں لیکن وہ بارہ وجہ سے، قادیانی ایک وجہ سے، جب کہتے ہیں تو قادیانیوں کو فائدہ ہوتا ہے۔ اس سے اجتناب لازم ہے۔ فرمایا بالکل صحیح۔ اب اطمینان ہوا کہ ایسے نہیں کہنا چاہئے۔ اپنے رفقاء سے بات کروں گا۔

اتنے میں کھانے سے فارغ ہوگئے۔ بستر لگا تھا۔ نشست گاہ بنی تھی۔ کاغذ گتہ موجود، اگال دان حاضر، وہیں دراز ہوگئے۔ راقم نے لائبریری ان کے سپرد کی۔ خود دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ گھنٹہ، دو، بعد جو دیکھا کتابوں پر جھکے ہوئے بکھرے بال، موٹا مارکر سفید کاغذ پر دھڑا دھڑ موٹا موٹا لکھا جارہا ہے۔

عنوان، حوالہ، دوسطری تبصرہ نیچے اپنا نام، فون نمبر، صدر شعبہ تبلیغ فلاں، صفحہ ختم۔ راقم نے عرض کیا: حضرت یہ کیا؟ ارے مولانا ایک ایک صفحہ ایک ایک حوالہ دو منٹ میں پڑھ لیں گے۔ کارکنوں کو کچھ تو یاد رہ جائے گا۔ ذہن سازی ہوگی۔ خدمت ہے۔ فقیر اس حالت سے بہت متاثر ہوا کہ مشن سے اخلاص کی دلیل تھی۔ او صاحب! پانچ چھ حوالوں پر پانچ چھ ہینڈبل تیار ہوگئے۔ سینکڑوں فوٹو کروائے۔ بیگ میں رکھ لئے۔ کیا درویش تھا۔ اللہ تعالیٰ ان کی حسنات قبول فرمائے۔

اب کے پچھلے سال گھر جاکر درخواست کی، کانفرنس چناب نگر تشریف لائے۔ بڑی اہمیت سے بیان کرایا۔ انہوں نے دوران خطاب کسی کتاب کے حوالہ سے فرمایا کہ سب سے پہلا مدعی رسالت ابن سبا تھا۔ اس جلسہ کو قادیانی سنتے ہیں۔ دشمن کیا کہے گا کہ یہ موقف صراحتاً خلاف واقع جیسا کہ بخاری شریف سے ثابت کہ مدعی نبوت کاذب مسیلمہ کذاب تھا۔ جس نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں دعویٰ نبوت کیا۔ ابن سبا وہ تو سیدنا حضرت علی المرتضیٰؓ کے دور کی بات تھی۔ دشمن اپنے لوگوں میں بیٹھ کر مذاق اڑائے گا۔ فوراً راقم نے تصحیح کرکے دشمن کا منہ بند کرنا اپنے خیال میں ضروری سمجھا۔ کچھ عرصہ بعد ملنا ہوا تو فقیر نے عرض کیا کہ آپ نے اس دن کیا فرمادیا تھا؟ فوراً فرمایا کہ ہاں اللہ تعالیٰ معاف فرمائے واقعی غلطی ہوئی تھی۔ اس صاف بیانی پر وہ مبارک باد کے مستحق تھے۔ فیصل آباد کانفرنس کے لئے دعوت نامہ دروازہ پر جاکر پیش کیا۔ گھر سے نکلتے ہی فرمایا کہ ابھی سوچ رہا تھا کہ والد صاحبؒ کے بعد سمندری ختم نبوت کانفرنس نہیں ہوئی۔ اب کرانی ہے۔ فقیر نے وعدہ کرلیا یہ آخری ملاقات تھی۔

ایک دوست نے بتایا کہ ہمارے ہاں چار روزہ دورہ پر آئے تو تہجد پڑھتے اور پھر سجدہ کی حالت میں رو رو کر دعائیں کرتے انہیں میں نے دیکھا۔ واقعی نیک مخلص درویش صفت تھے۔ اللہ تعالیٰ بال بال مغفرت فرمائیں۔ بہت ساری یادیں رہ گئیں۔ لیکن اب تھک گیا ہوں۔ بس کرتا ہوں۔ بہت ہی دکھے دل سے عرض ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش ان کو غلط حقیرانہ انداز میں پیش کررہے ہیں۔ حیات، [illegible] جوان، خانہ خدا میں باوضو موت، اللہ تعالیٰ ہر محب رسول کو نصیب کریں۔

☆☆ ☆☆

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون: 2545573

مسلمانوں کی ذمہ داری اس ملک میں نعروں، تمناؤں اور خواہشوں سے کہیں زیادہ بلند اور نازک

انسانوں اور سچے اور پکے مسلمانوں کی طرح اپنے ملک میں زندگی گزاریں اور شریعت وسنت کی رہنمائی میں اپنی زندگی کی ان تمام خامیوں کو دور کریں، جو

ہو کہ وہ اس نعمت میں شریک اور حصہ دار ہوں، ایک بیکار اور معطل قوم کے بجائے جو پیشینگوئیاں اور تمناؤں کی دنیا میں رہتی ہے، ہماری ملت کے ہر فرد کو

موجودہ حالات اور مسلمانوں کی ذمہ داری

ہے، اگر وہ اپنی زندگی سے اسلام کی اسی طرح غلط تصویر پیش کرتے رہے اور اسلام کا نام صرف اپنی مطلب براری کے لئے استعمال کرتے رہے تو ان کو بڑی سے بڑی طاقت اور بڑی سے بڑی حکومت بھی نہیں بچا سکتی، اگر کوئی اسلامی ملک اس معاملہ میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کو بھی تباہی سے دوچار ہونا پڑے گا، اللہ تعالیٰ کا کسی خاص ملک اور قوم سے رشتہ نہیں، اس نے کسی قوم سے محض وطنی اور قومی بنیاد پر کامیابی اور سرفرازی کا کوئی وعدہ نہیں کیا، اس کا صاف اعلان ہے:

''لیس بامانیکم ولا امانی اھل الکتاب من یعمل سوءاً یجز بہ'' (نساء:۱۲۳)

ترجمہ: ''نہ تمہاری (خالی) امیدوں سے کچھ ہونے والا ہے، نہ اہل کتاب کی، جو برائی کرے گا اس کا بدلہ پائے گا۔''

اس کی نصرت کا اگر وعدہ ہے تو صرف ایمان اور عمل صالح اور اپنی جدوجہد پر، اس کے لئے اگر ہم حالات میں تبدیلی کے آرزومند اور عزت وسلامتی کے خواہشمند ہیں تو ہمیں اسی سیدھے راستہ پر چلنا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے تجویز فرمایا ہے۔

وہ راستہ یہ ہے کہ ہم ذمہ دار اور شریف

ایک مسلمان کی زندگی سے کوئی مطابقت نہیں رکھتیں، خاص طور پر ان خامیوں اور کمزوریوں کو جن کی وجہ سے غیر مسلم، اسلام کی صاف، روشن اور پاکیزہ تعلیمات سے بدظن اور متنفر ہو رہے ہیں۔

مولانا سید محمد الحسنی رحمہ اللہ

یہ خامیاں اور کمزوریاں وہ غلط اور غیر اسلامی رسم ورواج اور عادات ہیں جو ہمارے معاشرہ میں گھر کر چکی ہیں، بد خلقی وبد معاملگی، وعدہ خلافی وبدعہدی، اسراف وفضول خرچی، ظلم وبے انصافی اور رسوم وبدعات اس طرح کی چیزیں ہیں، جن سے نہ صرف ہمارے متعلق بلکہ اس سے آگے بڑھ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے متعلق غیر مسلموں کے ذہنوں میں بہت غلط تصویر قائم ہوتی ہے۔

ہم میں سے ہر فرد کو (خواہ مرد ہو یا عورت) اپنی زندگی میں ایسی نمایاں اور کھلی ہوئی تبدیلی کرنی چاہئے، جس کو دیکھ کر ہر شخص یہ سمجھے کہ وہ ملت ابراہیمی کا صحیح معنوں میں فرزند اور حضور کا سچا امتی ہے اور دوسروں سے کچھ مختلف قسم کا آدمی ہے، اس کے نفع وضرر کے پیمانے اور کامیابی وناکامی کے معیار جدا ہیں، اس کو دیکھنے والے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہیں اور ان کے دل میں بھی اس کا شوق پیدا

فعال اور متحرک، کسی نہ کسی کار خیر میں مشغول و منہمک، خلق خدا کا ہمدرد اور اپنے ملک کے لئے مفید وکارآمد ہونا چاہئے، اس کو اب باہمی نااتفاقیوں، اختلافات اور قیادت کی لڑائی سے ہمیشہ کے لئے فرصت پاکر جان ودل کے ساتھ اسلام کی دائمی و ابدی، عالمگیر وآفاقی اور انسانی واخلاقی بنیاد پر ملت کو تعمیر نو میں لگ جانا چاہئے۔

جن ہاتھوں نے کسی زمانے میں بیت اللہ کی تعمیر کی تھی، وہی ہاتھ آج پوری انسانیت کی تعمیر کر سکتے ہیں، لیکن یہ کام انہیں مسلمانوں کے ہاتھوں انجام پا سکتا ہے جو اپنی اس ذمہ داری اور اس فرض منصبی کو اچھی طرح پہچانتے ہوں، جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو سرفراز فرمایا ہے۔

ہم میں سے ہر شخص کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس کی درستی ساری ملت کی درستی ہے، ملت کی درستی کا انتظار چھوڑ کر اب ہمیں خود اپنی درستی میں لگ جانا چاہئے، یہی ملت کی اصلاح اور تعمیر وترقی میں ہمارا صحیح حصہ اور نبوت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں ہمارا ادنیٰ خراج ہے۔

اسلامی سیرت وکردار کی صحیح ترجمانی اور اس کی عملی تفسیر اور زندہ تصویر خود اتنی پرکشش ہے کہ وہ آج بھی دلوں کو موم کر سکتی اور دشمنوں کو دوست

بنا سکتی ہے اور حالات میں ایسی انقلاب انگیز تبدیلی پیدا کر سکتی ہے کہ جس کا پورا تصور کرنا بھی اس وقت ہمارے لئے مشکل ہے۔

اس لئے پاکستان و ہندوستان اور ایران وتوران کے قصوں کو چھوڑ کر مسلمانوں میں حرکت اور زندگی کی ایک نئی لہر پیدا کیجئے، شکوہ وشکایت کا راستہ چھوڑیئے، اس خدا سے سچا تعلق اور اس کی مکمل اطاعت کا جذبہ پیدا کیجئے، جس کے قبضہ قدرت میں سارے زمین و آسمان ہیں اور جس کا ایک اشارہ پوری دنیا کی قسمت بدل دینے کے لئے کافی ہے، جس کے ہاتھ میں عزت واقبال کی کنجی ہے اور جس سے فائدہ اٹھانے کی یہی ایک شرط ہے، ایمان، عمل صالح اور دین کے لئے بھرپور جدوجہد۔

انسان کی فطرت وہی ہے جو پہلے تھی، خلوص، محبت، خدمت، ہمدردی، پاکیزہ کردار اور اچھے اعمال آج بھی اس کی نگاہ میں اسی طرح قابل احترام ہیں جس طرح پہلے تھے، بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ دنیا کے بازار اور نیلام کی اس منڈی میں، جہاں اصول و کردار کوڑیوں کے مول فروخت ہوتے ہیں، وہاں ان چیزوں کا اب کوئی خریدار نہیں، لیکن حق تو یہ ہے کہ سودا جتنا کم ہوتا ہے اس کی اہمیت اتنی ہی زیادہ ہوتی ہے، بیمار قوموں کی زندگی میں ایسے دور کبھی کبھی آتے رہتے ہیں جب ان کے منہ کا مزہ بگڑ جاتا ہے اور یہ سارے حقائق ان کے لئے بے معنی اور بے قیمت ہو جاتے ہیں، لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہمارا وطن ابھی اس منزل پر نہیں پہنچا ہے، یہاں محبت کی ایک صدا اور خلوص کی ایک ادا اب بھی دلوں کو تسخیر کرنے اور لوگوں کو اپنا اسیر بنانے کی طاقت رکھتی ہے، آج پوری انسانیت اس آب حیات کے ایک ایک گھونٹ کو ترس رہی ہے، اگر مسلمان آگے بڑھ کر اپنے قول وعمل، سیرت وکردار سے اپنے اس مکمل اور دلکش دین کا صحیح مظاہرہ کریں جس میں یہ تمام انسانی اخلاق خوبیاں جمع ہیں اور جس نے ہر دور میں انسانوں کی راہنمائی اور بیماروں کی مسیحائی کی ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ آج یہ نسخہ شفا ہماری جاں نوازی اور مسیحائی سے انکار کر دے۔

لیکن اس کے لئے مسلمانوں کو سب سے پہلے

اپنے کو مخاطب کرنا ہوگا، اپنے مصائب کا ذمہ دار دوسروں کے بجائے خود اپنے کو قرار دینا ہوگا اور اپنے اندر ایک بنیادی تبدیلی پیدا کرنی ہوگی۔

''جاھدوا فی اللہ حق جھادہ ھو اجتباکم وما جعل علیکم فی الدین من حرج'' (الحج:۷۸)

ترجمہ: ''اللہ کے راستہ میں اس طرح بھرپور کوشش کرو جیسا کوشش کرنے کا حق ہے، اس نے تمہارا انتخاب فرمایا اور تمہارے لئے دین میں کوئی تنگی نہیں کی۔''

یعنی ملت کی علاج وفلاح اور حالات میں تبدیلی کی بھرپور کوشش میں اپنی طرف سے کوئی کوتاہی یا کمی نہ ہو، ہر مسلمان بلا استثناء اسکو اپنا دینی فریضہ سمجھے اور اپنے تمام تعلقات، مفادات اور تمام دلچسپیوں یا رواجوں کو اس کام کا تابع بنائے۔

آیت کے دوسرے جزو ''وما جعل علیکم فی الدین من حرج'' میں ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ ہم دین کے اس کام کو پہاڑ نہ سمجھیں، ہم سے کسی ایسی بات کا مطالبہ نہیں کیا جارہا ہے جو ہماری طاقت سے باہر ہے، اللہ تعالیٰ نے دین میں کسی قسم کی تنگی و دشواری اور پیچیدگی نہیں رکھی ہے، آج خدا کے احکام کی بجا آوری اور شریعت وسنت پر عمل کرنے کو جتنا ناقابل عمل اور دشوار سمجھا جارہا ہے وہ دراصل خود ساختہ اور ہمارے ذہن ودماغ کی پیداوار ہیں، اگر مردانہ وار ایک قدم بھی اٹھایا جائے گا تو راہ حق کی یہ ساری مشکلات انشاء اللہ خود بخود دور ہوتی جائیں گی اور جن باتوں کو ہم بہت دشوار سمجھ رہے ہیں، وہ نہایت آسان نظر آئیں گی، لیکن یہ اسی وقت ہوگا جب ''جاھدوا فی اللہ حق جھادہ'' کی پہلی شرط ہم پوری کردیں گے۔

یعنی ہر مسلمان خواہ وہ کسی سطح ومعیار پر ہو، اپنی زندگی کا ایسا نمونہ پیش کرے جس کو دیکھ کر لوگ اسلام کی خوبیوں اور اس کی امتیازی خصوصیتوں سے آگاہ ہوسکیں، اس کے ماحول میں اگر کوئی گندگی یا فساد ہے تو اسے دور کرنے کا ذمہ دار سب سے پہلے اپنے کو قرار دے، وہ بغیر کسی فخر وتکبر کے یہ سمجھے کہ ہر مسلمان اپنی جگہ پر روشنی کا ایک مینار ہے، اس کو خدا نے سب سے پہلے خود اپنے احتساب اور اس کے بعد دوسروں کے احتساب کے لئے پیدا کیا ہے:

''ہے حقیقت جس کے دیں کی احتساب کائنات''

اس پر ہمہ وقت یہ ذمہ داری ہے کہ شادی غمی، ملاقاتوں اور مجلسوں میں، دفتروں اور دکانوں میں، کسی جگہ یہ فراموش نہ کرے کہ اس کا اپنا بھی ایک فرض ہے، جو ملت کے اجتماعی فرض کی اساس اور بنیاد ہے، اس لئے کہ اگر وہ اس میں کوتاہی کرے گا تو اس کا نقصان خود اس کو اور اس کے ساتھ ساری ملت کو اٹھانا پڑے گا۔

اگر تاجر ہے تو اس کو امانت دار اور ہمدرد تاجر ہونا چاہئے اور یہ کوشش کرنا چاہئے کہ یہ امانت اور سچائی اس کے دوسرے ہم پیشہ افراد میں عام ہو، ملازم ہے تو اس کو فرض شناس ایماندار اور محنتی ہونا چاہئے، اگر مال دار ہے تو اس کو اپنے مال میں حلال وحرام کا اور حق وناحق کا پورا خیال رکھنا چاہئے اور خدا اور بندوں کے جو حقوق اس پر عائد کئے گئے ہیں، ان کو پورا کرنا چاہئے، غرض ہم میں سے ہر فرد کو اس بات کی فکر ہونی چاہئے کہ وہ اپنے دائرہ عمل اور ماحول میں دین کی خدمت کس طرح کرسکتا ہے اور اس عظیم ذمہ داری سے کس طرح عہدہ برآ ہوسکتا ہے جو امت محمدیہ کے ہر فرد پر عائد کی گئی ہے؟

ان آیات میں تین چیزوں کا خصوصیت سے ذکر ہے، نماز، زکوٰۃ اور اعتصام باللہ یعنی اللہ کے ساتھ گہرا اور سچا تعلق، یہ تین باتیں گویا اس کے سفر کے لئے سنگ میل اور نشان راہ ہیں جن کے بعد گمراہی یا ناکامی کا انشاء اللہ کوئی سوال نہیں۔

یہ پروگرام ہے جس کے نتیجہ سے بھی اللہ تعالیٰ نے ہم کو آگاہ کردیا ہے، یعنی: ''ھو مولاکم فنعم المولیٰ ونعم النصیر''

اگر ہم نے یہ کرلیا تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی کارسازی اور بندہ نوازی غیب سے ہماری نصرت، حفاظت اور عزت کا سامان کرے گی اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ مشکل کشا اور کارساز اور حامی ومددگار اور کون ہوسکتا ہے؟

☆☆......☆☆

خادم علماء حق حاجی الیاس علی عنہ

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

یاد رکھئے اولڈ

سنارا جیولرز

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2۔ سیل: 0321-2984249-0323-2371839

بیرونِ ملک مجلس تحفظ ختم نبوت کی مساعی اور

قادیانیت کا تعاقب

سری لنکا میں سر اٹھاتی قادیانیت کے تعاقب میں جانے والے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے چار رکنی وفد کے دورۂ سری لنکا کی مفصل رپورٹ

مولانا سعید احمد جلال پوری

گزشتہ کچھ عرصہ قبل... ۱۱/ مارچ ۲۰۰۹ء...

سری لنکا کے علماء، فضلاء اور جمعیت علماء سری لنکا کی دعوت اور خواہش پر حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدیر جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن و نائب امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی سربراہی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ایک نمائندہ وفد ہفت روزہ تعلیمی، تبلیغی اور تربیتی دورہ پر سری لنکا گیا، وفد کی کارگزاری کیا رہی؟ اور وہاں اس کی مصروفیات کیا تھیں؟ اس سلسلہ کی مفصل رپورٹ کی ضرورت تھی، مگر افسوس کہ یہ کام لیٹ پر لیٹ ہوتا رہا، تاہم ”کل امر مرھون بوقتہ“ کے مصداق، دیر سے سہی مگر بہرحال اس دورہ کی مفصل رپورٹ پیش خدمت ہے، ملاحظہ ہو:

سری لنکا سارک ممالک کے ان چھوٹے ملکوں میں سے ہے جو نسبتاً غریب اور طوائف الملوکی کا شکار ہے اور وہاں ایک عرصہ سے تامل ناڈو کے شدت پسندوں کا زور رہا ہے اور وہاں کے شدت پسند گروپ کا مطالبہ رہا ہے کہ اسے آزادی دی جائے۔ ورلڈ میپ یعنی دنیا کے نقشہ میں اس کا محل وقوع اور اس کا رقبہ دیکھا جائے تو یہ انڈیا کے بالکل قریب سمندری جزیرہ ہے جو پان کے پتہ جیسا لگتا ہے، اسی لئے اس کو انڈیا کی آنکھ کا آنسو بھی کہا جاتا ہے، اس ملک میں بدھ مذہب کے ماننے والے بدھسٹوں کی حکومت ہے۔ اس میں ہندوؤں، عیسائیوں اور مسلمانوں کی ملی جلی آبادی ہے۔ ہندو، عیسائی اور مسلمان اقلیت میں ہیں اور ان اقلیتوں میں مسلمان کل آبادی کا ۲۰ فیصد ہیں۔ اس ملک میں پان، چائے، ناریل، ناریل کی پیداوار زیادہ ہے، اس کا سب سے بڑا شہر کولمبو ہے اور یہی اس کا دارالحکومت ہے، مسلمانوں میں مقامی حضرات کے علاوہ ہندو پاک کے میمن حضرات کی خاصی آبادی ہے۔ مسلمان ماشاء اللہ مالی و تجارتی اعتبار سے مستحکم ہیں، چونکہ یہ ساحلی ملک ہے، اس لئے یہاں کی مقامی مسلم آبادی شافعی المسلک ہے، مگر یہاں کے مسلمانوں کی زیادہ تر آبادی ہندو پاک کے دیوبندی مدارس کی فیض یافتہ ہے، اسی لئے یہ اپنی نوعیت کی واحد شافعی المسلک آبادی ہے جو شافعی ہونے کے باوجود اپنے آپ کو دیوبندی کہتی ہے، سب سے خوبی کی بات یہ ہے کہ یہاں فروعی مسائل کے اختلاف میں کسی نزاع اور جھگڑا کا عنصر نہیں ہے، سب مسلمان باہم شیر و شکر رہتے ہیں اور سب اپنے دینی اور مسلکی مفاد میں متحد ہیں۔

یہاں کے پیرو جوان علماء کی تعداد میں زیادہ تر دارالعلوم دیوبند اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے سند یافتہ ہیں، اس لئے ان میں حضرات اکابر دیوبند کی فکر و ذوق کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اس لئے یہ مسلمانوں کے دین و ایمان کے تحفظ کی خاطر ماشاء اللہ بہت ہی فکرمند اور حساس ہیں، نہ صرف یہ بلکہ یہاں کے علماء کی مسلم عوام پر بہت ہی مضبوط گرفت ہے، اللہ تعالیٰ یہاں کے علماء کو جزائے خیر دے جنہوں نے اس پورے ملک میں مدارس و مساجد کا جال بچھا رکھا ہے، ان مساجد و مدارس کی برکت ہے کہ مسلمانوں میں دینی ذوق کا رنگ نمایاں طور پر نظر آتا ہے، یہاں کے مسلمان زیادہ تر تبلیغی جماعت سے وابستہ ہیں، کولمبو کا تبلیغی مرکز ماشاء اللہ خوب آباد ہے اور کولمبو کے تبلیغی مرکز میں باقاعدہ درس نظامی کا مدرسہ بھی قائم ہے۔

یہاں پاکستان کی طرز پر علماء کی ایک جماعت بھی ہے جس کا نام جمعیت علماء سری لنکا ہے، اب تک اس پر تبلیغی حضرات کا غلبہ تھا، لیکن گزشتہ کچھ عرصہ سے جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی پاکستان کے فاضل و متخصص مولانا مفتی محمد رضوی صاحب اس کے سربراہ اور امیر ہیں۔ مولانا مفتی محمد رضوی صاحب ماشاء اللہ صالح، فاضل اور متحرک نوجوان ہیں، انہوں نے جب سے اس جماعت کی قیادت سنبھالی ہے پورے ملک کے علماء کو بیدار کرتے ہوئے ایک لڑی میں پرو دیا ہے، اسی طرح اس نوجوان کا رابطہ عالم اسلامی

سے راہ ورسم ہے اور اس کو غیر سودی کاؤنٹر قائم کرنے کی سعادت بھی حاصل ہوئی ہے، چنانچہ ان کا کہنا ہے کہ مسلمانوں کو سود جیسی لعنت سے بچانے کے لئے ہم نے غیر سودی کاؤنٹر قائم کرنے کے لئے ایک مؤسسہ قائم کیا ہے، جس میں دنیا بھر کے علماء کی مشاورت سے مسلمانوں کو سود جیسی لعنت سے بچانے کے لئے عملی اقدامات کئے جارہے ہیں، اسی طرح حلال کھانے پینے اور گوشت کے سلسلہ میں حلال ذبیحہ کی نگرانی بھی اس جمعیت کے حوالہ ہے، ماشاء اللہ اس اعتبار سے جمعیت علماء سری لنکا اور خصوصاً مولانا مفتی محمد رضوی ملک بھر کے مسلمانوں کے روح رواں ہیں۔ مولانا مفتی محمد رضوی کے انہیں کارناموں کو دیکھ کر دل سے دعائیں نکلتی ہیں، یوں تو مسلمانوں کے روپ میں یہاں گزشتہ ایک صدی سے قادیانی بھی اس ملک میں آباد تھے، چنانچہ مولانا مفتی محمد رضوی اور وہاں کے مقامی علماء نے بتلایا کہ قادیانی اس ملک میں سب سے پہلے ۱۹۱۸ء میں آباد ہوئے، مگر اب تک وہ خفیہ اپنا کام کررہے تھے، اور اپنے آپ کو وہ کسی اعتبار سے ظاہر اور نمایاں نہیں کرتے تھے، لیکن اب موجودہ حکومت سے انہوں نے راہ ورسم پیدا کرنے کے لئے اور حکومت سری لنکا سے تجارتی معاہدہ کرنے کا پروگرام بنالیا تھا، جب سے قادیانیوں کا اثر و رسوخ بڑھا، تو وہاں کے قادیانیوں نے اپنے پر پرزے نکالنا شروع کردیے، اور اپنا ایک مرکز بھی بنالیا، اور اسلامی اصطلاحات بھی استعمال کرنے لگے۔

قادیانیوں کی ان بڑھتی ہوئی سرگرمیوں، اونچے درجے کے اثر و نفوذ، اپنے آپ کو مسلمان باور کرانے اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے اور نئی نسل کو گمراہ کرنے کے اندیشے کے پیش نظر مولانا مفتی محمد رضوی اور ان کے رفقاء نے مشورہ کیا کہ یہاں کے علماء، طلبا اور عوام کو اس فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کرنے، عوامی اور حکومتی حلقوں کو ان کی حقیقت باور کرانے اور مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے اکابر سے رابطہ کرکے ان کو یہاں آنے کی دعوت دی جائے اور ایک بھرپور کانفرنس اور علاقائی سطح کے تربیتی پروگرام رکھے جائیں، چنانچہ اس سلسلہ میں مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے پہلے فون پر اور بعد میں اپنے نمائندگان مولانا مفتی محمد اسلم استاذ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی اور ایک دین دار سری لنکن تاجر الحاج عبدالرحمن کے ذریعے اس پروگرام کو حتمی شکل دینے کے لئے مامور کیا، چنانچہ مفتی اسلم صاحب نے سب سے پہلے حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ سے رابطہ کیا، انہوں نے راقم کو یاد فرمایا، اور تمام صورت حال بتلائی۔ راقم نے ملتان مرکز رابطہ کرکے اس دورہ اور وفد کی منظوری کی درخواست کی تو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ذمہ دار حضرات نے نہ صرف اس کی منظوری دے دی، بلکہ ان حضرات نے مولانا مفتی محمد رضوی اور ان کے نمائندگان کی اس پیشکش کے باوجود... کہ آمد ورفت کے اخراجات جمعیت علماء سری لنکا برداشت کرے گی، یہ فرمایا کہ اس وفد کی آمد ورفت کے اخراجات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہی برداشت کرے گی، کیونکہ یہ ہمارا فریضہ ہے اور ہماری سعادت ہے کہ ہم اس سلسلہ میں اپنے سری لنکن مسلمان بھائیوں کی مدد کریں۔ چنانچہ پروگرام کو حتمی شکل دینے کے بعد طے پایا کہ اس وفد کے سربراہ حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر ہوں گے، جبکہ شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب، مولانا مفتی خالد محمود صاحب نائب مدیر اقرأ روضۃ الاطفال ٹرسٹ پاکستان اور راقم الحروف سعید احمد جلال پوری ان کے رفیق سفر ہوں گے، چنانچہ حسب پروگرام جب سفر کی تیاری مکمل ہوگئی، ویزا اور ٹکٹ وغیرہ تیار ہوگئے تو بھائی عبدالرحمن سری لنکن کی راہ نمائی میں ہمارا پانچ رکنی وفد ۱۱/ مارچ بروز اتوار صبح ۸ بجے پی آئی اے کی فلائٹ سے روانہ ہوکر تقریباً گیارہ بجے کولمبو کے بین الاقوامی ایئرپورٹ پر اتر گیا، سری لنکا اگرچہ غریب ملک ہے مگر اس کا ایئرپورٹ بین الاقوامی معیار کا اور خاصا طویل ہے، کراچی ایئرپورٹ پر ہماری روانگی اور سامان کے وزن وغیرہ میں ہمارے بہت ہی کرم فرما اور ڈاٹا کمپنی کے ذمہ دار جناب بھائی ضیاء صاحب نے بھرپور مدد کی، بلکہ کتابوں کا وزن زیادہ ہونے پر اس کی اضافی ادائیگی میں بھی انہوں نے خاصی رعایت دلائی تاہم اضافی وزن کی اضافی ادائیگی کے بعد انہوں نے اپنے دفتر میں لے جاکر تمام شرکا وفد کی چائے سے تواضع فرمائی اور اندر لاؤنج تک چھوڑنے بھی خود گئے۔

اس سفر میں جمعیت علماء سری لنکا کی خواہش اور مقامی علماء کی مسئلہ ختم نبوت اور تردید قادیانیت میں معاونت کے لئے اور انہیں حوالہ جات کے سلسلہ میں خود کفیل بنانے کے لئے آئینہ قادیانیت اردو، عربی، جنوبی افریقہ کی عدالت میں حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے اردو بیان کا انگریزی ترجمہ "What is Qadianiat?" (قادیانیت کیا ہے؟) ملت اسلامیہ کا موقف انگلش، اردو، عربی، احتساب قادیانیت اور مرزا غلام احمد قادیانی کی تصنیفات کا مکمل سیٹ (مطبوعہ لندن) ہمارے ساتھ تھے۔

چونکہ ہمارے شرکاء قافلہ کے پاس کتب اور لٹریچر کا وزن بہت زیادہ تھا اور کارٹن بھی کافی تھے، اس لئے کولمبو ایئرپورٹ کی امیگریشن سے فارغ ہونے، امیگریشن کے عملہ کو کتابوں کی چیکنگ کرانے اور دکھانے کے بعد تقریباً ساڑھے گیارہ بجے ہم ایئرپورٹ سے باہر آئے تو جمعیت علماء سری لنکا اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فضلاء کی ایک جماعت استقبال کے لئے موجود تھی، جن میں حافظ ماہر، مولانا ابن العربی، حافظ الہام، مولانا حلمی صاحب کے

نام قابل ذکر ہیں، ان سے ملاقات، مصافحہ اور معانقہ کے بعد گاڑیوں میں سوار ہوکر ایئرپورٹ سے سٹی سینٹر اور مرکز شہر کے لئے روانہ ہوگئے، قریب قریب گھنٹے یا پونے گھنٹے کا سفر طے کرنے کے بعد مرکز شہر جہاں ہماری رہائش کا انتظام تھا، پہنچے۔

اس وفد کی رہائش کے لئے مقامی حضرات اور جمعیت کے ذمہ داروں نے وسط شہر یعنی سٹی سینٹر کے ایک رہائشی پلازے ''سی گل کورٹ'' کے ایک فلیٹ میں انتظام کررکھا تھا اور یہاں مہمانوں کی خدمت کے لئے حافظ حُمید، مولوی ابن العربی، حافظ الہام اور مولانا علمی جیسے مستعد نوجوان مامور تھے، جنہوں نے جی جان سے وفد کے ارکان کی خدمت کی، اوران کی راحت رسانی کا مکمل سامان بہم پہنچایا۔ ''سی گل کورٹ'' پلازے کے اس فلیٹ کے تین کمرے تھے، ایک میں حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر زیدمجدہ اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب کی رہائش تھی، دوسرے میں راقم الحروف اور شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب تھے، جبکہ تیسرا کمرہ کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ سے تشریف لانے والے وکیل ختم نبوت جناب احمد چوہان افریقی اور ان کے ہم ملک عالم دین مولانا محمد طہٰ یوسف کے لئے خاص تھا۔

چونکہ جمعیت علماء سری لنکا کے سربراہ مولانا مفتی محمد رضوی سلمہ، بہ سری لنکا میں سراٹھاتے مسئلہ قادیانیت کی سرکوبی کے لئے بہت زیادہ فکر مند تھے اس لئے انہوں نے قانونی مشوروں کے لئے جنوبی افریقہ کے مشہور مقدمہ قادیانیت میں مسلمانوں اور ختم نبوت کے کامیاب وکیل جناب احمد چوہان صاحب کو بھی اس موقع پر بلا رکھا تھا۔ چنانچہ جیسے ہی جناب احمد چوہان تشریف لائے اور ان کی ختم نبوت کے اکابر اور ارکان وفد سے ملاقات ہوئی تو وہ نہال ہوگئے اور اس مشہور مقدمہ میں پاکستان سے تشریف لے جانے والے وفد کے معزز ارکان اور اکابر میں سے ایک ایک کا عقیدت و محبت سے والہانہ تذکرہ کرکے ان کے محاسن وکمالات اور اس سلسلہ میں ان کی مساعی کا ذکر خیر کرنے لگے اور اس مقدمہ کی کارروائی مزے لے لے کر سنانے لگے، اس وفد کے ارکان اور اکابر میں سے حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کی شہادت و وفات سے تو وہ آگاہ تھے مگر حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر قدس سرہ کی وفات سے ابھی تک وہ ناآشنا تھے۔ اس لئے انہوں نے حضرت مولانا اشعرؒ کا بطور خاص پوچھا کہ ان کا کیا حال ہے؟ جب انہیں بتلایا گیا کہ وہ بھی اللہ کے ہاں جاچکے ہیں تو بہت ہی افسردہ ہوئے، پھر فرمانے لگے: میں اس وفد کے ارکان میں سے دو حضرات سے بہت ہی زیادہ متاثر ہوا اور وہ تھے حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اور مولانا عبدالرحیم اشعرؒ یہ دونوں حضرات ایسے تھے کہ ان کے پاس قادیانی وکیلوں اور قادیانی مربیوں کے ہر سوال کا نہ صرف جواب ہوتا تھا بلکہ انہیں مرزا غلام احمد قادیانی کی کتابیں اور ان کے حوالہ جات ازبر تھے، ادھر ہم نے کوئی حوالہ لیا، ادھر انہوں نے مرزا کی کوئی کتاب کھول کر اس کا جواب خود مرزا کی زبانی پیش کردیا، ان کو مرزائی حوالہ جات کی تلاش کے لئے کسی سوچ و بچار اور غور وفکر کی ضرورت نہیں ہوتی تھی، چنانچہ انہوں نے بتلایا کہ ایک دن کی بات ہے کہ رات بھر دیر تک مقدمہ کی تیاری کا سلسلہ جاری رہا، صبح کی نماز پڑھی اور ارکان وفد سوگئے، بیداری پر ایک مسئلہ پر گفتگو جاری تھی اور کوئی حوالہ نہیں مل رہا تھا، اتنے میں حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ بھی نیند سے بیدار ہوگئے، ابھی وہ مکمل اور پورے طور پر بیدار بھی نہ ہوئے تھے کہ ان کے کانوں میں بھی اس گفتگو کی بھنک پڑگئی، تو اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ مرزا کی فلاں کتاب اٹھالاؤ، چنانچہ جب مرزا کی وہ کتاب لائی گئی تو انہوں نے کتاب کھولی اور چند صفحے پلٹنے کے بعد وہ حوالہ نکال کر سب کو حیران کردیا۔

ان حضرات کی حاضر دماغی، قوت حافظہ، مرزائیت پر عبور، مسئلہ ختم نبوت اور تردید قادیانیت سے والہانہ لگاؤ کا میرے قلب ودماغ پر آج بھی نقش ثبت ہے۔ جناب احمد چوہان صاحب حضرت مولانا عبدالرحیم اشعر صاحبؒ کے اس ٹرنک کا بطور خاص بار بار تذکرہ فرماتے، جس میں حضرت مرحوم قادیانی کتب بھر کرلے گئے تھے اور بوقت ضرورت اس ٹرنک سے کتب نکال نکال کر حوالے دیتے تھے۔

چونکہ جناب احمد چوہان صاحب ان حضرات اکابر کی خدمت اور صحبت میں رہ چکے تھے اور کیپ ٹاؤن جنوبی افریقہ کی عدالت میں دائر قادیانی مقدمہ میں مسلمانوں کے وکیل رہ چکے تھے اور ان حضرات کی ہدایت و راہنمائی میں قادیانیت کو سمجھ چکے تھے، اس لئے ان کو اس معاملہ کی تمام باریکیوں اور قادیانی مکر و فریب اور عدالتی موشگافیوں کا خوب خوب تجربہ تھا، اس لئے جناب مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے اپنے ملک کے مسلم وکلاء اور ججز کو یہ مسئلہ سمجھانے کے لئے انہیں سری لنکا آنے کی زحمت دی تھی اور وہ یہاں آنے پر بے حد مسرور ومطمئن تھے، بہرحال حسب پروگرام پہلے دن کچھ دیر آرام اور سفری تھکان اتارنے کے بعد شام کو کولمبو کے تبلیغی مرکز کے مدرسہ میں حاضری ہوئی، وہاں کے اکابر واساتذہ سے ملاقات اور حضرات طلباء و اساتذہ کرام سے حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر زیدمجدہ کا بیان ہوا، وہاں سے فارغ ہونے کے بعد رات کو واپس اپنی رہائش کو آگئے۔

اگلا دن ۱۲ مارچ اور پیر تھا، اس دن حسب پروگرام آگے کے پروگراموں کو حتمی شکل دینے اور کام کی نوعیت اور تقسیم کار کے سلسلہ میں مقامی علماء اور اکابر کے ساتھ مشورہ ہوا کہ کس طرح ملک بھر کا دورہ کیا جائے اور کس کس جگہ پر تربیتی پروگرام رکھے

جائیں۔ یوں پیر۱۲/ مارچ کو طے ہوا کہ اس چار رکنی وفد کو دو حصوں میں تقسیم کیا جائے۔

چنانچہ منگل ۱۳/ مارچ کو حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب کو سری لنکا کے ضلع کینڈی کے مشہور شہر اکورنا کے لئے روانہ کردیا گیا، جہاں حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب نے اکورنا کے مدرسہ رحمانیہ کے اساتذہ، طلبا اور مقامی علماء حضرات سے بیان کیا، جس کی مقامی زبان میں ترجمانی کے فرائض جناب مولانا مفاذ صاحب اور جناب مولانا غزالی صاحب نے انجام دیئے، اسی شام کو اکورنا کے مضافات میں مولانا محمد جعفر صاحب کے مدرسہ زہرۃ للبنات میں بیان ہوا، اسی طرح بعد نماز مغرب کاتوگالا کے مولانا عمر دین کے مدرسہ کلیۃ الفرقانیہ میں بیان ہوا۔ دوسری جانب دوسرے دو رکنی وفد جس میں راقم الحروف اور حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر زید مجدہ شامل تھے، ان کے لئے طے ہوا کہ ہر دو حضرات کولمبو کے وسط کی جامع مسجد بملاپیٹہ میں علماء، طلبا اور اساتذہ سے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانیت کے سلسلہ میں بیان کریں گے، چنانچہ سب سے پہلے راقم الحروف کا قریب قریب ایک ڈیڑھ گھنٹہ بیان ہوا، جس کی مقامی زبان میں ترجمانی کے فرائض مولانا عبدالخالق صاحب نے سر انجام دیئے، راقم الحروف کے بیان کے بعد حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب کا تفصیلی بیان ہوا، یوں یہ تربیتی پروگرام صبح ۹ ساڑھے نو بجے سے دو بجے تک مسلسل جاری رہا اور حاضرین نے نہایت ذوق وشوق سے مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور فتنہ قادیانیت کی سنگینی کو توجہ سے سنا اور حضرت ڈاکٹر صاحب کی دعا پر یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

یہاں سے فراغت کے بعد شام کو ہمارا وفد اگلی منزل کے لئے روانہ ہوگیا، چنانچہ دو ڈھائی گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد عشاء کے وقت ہم ضلع کینڈی کے مولانا محمد یوسف صاحب کے مدرسہ کلیۃ الحقانیہ میں پہنچے، رات کا قیام اسی مدرسہ میں رہا۔

۱۴/ مارچ بروز بدھ صبح کی نماز کے بعد حضرت اقدس مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر کا عربی زبان میں طلباء کے اندر بیان ہوا، ناشتہ کیا اور اگلی منزل کے لئے روانہ ہوگئے، چنانچہ دس بجے دن ہم ناولہ پٹیہ کے مشہور عالم دین، حضرت بنوری قدس سرہ کے شاگرد رشید اور جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے فاضل مولانا محمد معروف صاحب کے مدرسہ کلیۃ ہاشمیہ میں پہنچے، وہاں کا ماحول دیکھ کر ایسا لگا جیسے ہم کسی دارالاسلام میں پہنچ گئے ہوں، چنانچہ وہاں کے طلبا اور علماء کی کثرت اور مہمانوں کی آمد پر ان کی خوشی اور مسرت دیدنی تھی، کسی قدر آرام کرنے اور ستانے کے بعد مدرسہ کی دوسری منزل کے ایک وسیع وعریض ہال میں تربیتی پروگرام کے بیانات کا سلسلہ شروع ہوگیا، چنانچہ سب سے پہلے گھنٹہ بھر راقم الحروف کا اور پھر مولانا اللہ وسایا صاحب کا اور اس کے آخر میں حضرت ڈاکٹر صاحب کا مفصل بیان ہوا، چنانچہ ساڑھے چار بجے وہاں سے فراغت کے بعد کولمبو کے لئے واپسی ہوئی اور رات کو واپس اپنی رہائش گاہ پر آگئے، جمعرات کی رات اپنی قیام گاہ پر آرام کیا۔

اگلا دن جمعرات اور ۱۵/ مارچ کا تھا، صبح ناشتہ اور معمولات سے فارغ ہونے کے بعد مشورہ ہوا اور مشورہ میں طے ہوا کہ:

۱:...... حضرت ڈاکٹر صاحب ہفتہ کے دن ہونے والی کانفرنس کے بیان کے لئے ”موقف الامۃ الاسلامیہ“ کی روشنی میں ایک مذاکرہ تیار کریں گے جو آپ نے تقریباً پچیس منٹ میں بیان کرنا ہے، جس کا خلاصہ بعد میں چند منٹوں میں بیان کردیا جائے گا۔

۲:...... راقم الحروف (مولانا سعید احمد جلال پوری صاحب) قراردادیں تیار کریں گے جس میں ختم نبوت کے عقیدہ اور اس پر اجماع امت کا ذکر کریں گے اور یہ کہ جو آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ باتفاق امت کافر ہے اور یہ کہ مرزا نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور اس بنیاد پر امت نے متفقہ طور پر مرزا اور اس کے متبعین کو کافر قرار دیا ہے، اس ضمن میں رابطہ کی قرارداد کا حوالہ پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ کا حوالہ مختلف عدالتوں کے فیصلوں کا حوالہ دیا جائے۔

۳:...... شروع میں مفتی رضوی صاحب افتتاحی کلمات پیش کریں گے اور اپنے افتتاحی کلمات سے موتمر کا افتتاح کریں گے اور اپنی مقامی زبان میں اس کانفرنس کی غرض وغایت بیان کریں گے۔

اسی دن حضرت ڈاکٹر صاحب کا مولانا نواز صاحب کے کلیۃ الحمدیہ اور مولانا عبدالخالق صاحب کے کلیۃ ابن عمر کے دورہ حدیث کے طلبا سے خطاب تھا۔ اسی طرح جناب مولانا حسن فرید صاحب کے کلیہ نورانیہ میں جانے اور بات چیت کا موقع بھی ملا، اسی شام کو جناب مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے مقامی سربرآوردہ حضرات اور وکلا سے ملاقات اور میٹنگ کا ایک مشہور ہوٹل ”کیفے آسیا“ میں انتظام کر رکھا تھا، چنانچہ بعد نماز مغرب اس خوبصورت ہوٹل کا جتنا حصہ بک کرایا گیا تھا، حاضرین سے کھچا کھچ بھر گیا، جناب احمد چوہان اور حضرت ڈاکٹر صاحب نے اس سلسلہ میں نہایت موثر بات چیت کی اور جناب مفتی محمد رضوی صاحب نے ان حضرات کو اس مسئلہ کی اہمیت اور نزاکت کے بارہ میں تفصیل سے بتلایا، رات دیر گئے وہاں سے فارغ ہوئے اور ماحضر تناول کیا اور واپس اپنے مستقر پر آگئے۔

اس سے اگلا دن جمعہ اور ۱۶/ مارچ کا تھا، چونکہ ”پتلم شہر“ کے مدرسہ اشرفیہ کے مدیر مولانا مبارک صاحب کی خواہش اور اصرار تھا کہ وہاں بھی

ایک تربیتی پروگرام ہونا چاہئے، اس لئے حسب مشورہ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور مولانا مفتی خالد محمود صاحب ۳ گھنٹے کا سفر کر کے ''پتلم'' کے مدرسہ اشرفیہ پہنچے جہاں ان حضرات نے وہاں کے اساتذہ، طلبا اور مقامی علماء سے تفصیلی بیان فرمایا اور مولانا محمد مفاز صاحب نے بیانات کے ترجمہ کے فرائض انجام دیئے اور شام تقریباً چار بجے ان حضرات کی وہاں سے واپسی ہوئی، دوسری جانب راقم الحروف اور حضرت ڈاکٹر صاحب نے کولمبوٹی کی مقامی مسجد میں جمعہ ادا کیا، اسی دن حضرت ڈاکٹر صاحب کا مدرسہ تعلیم للسیدات میں اصلاحی بیان ہوا۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے کہ کولمبو میں میمن برادری مالی، معاشی اور سماجی اعتبار سے منظم و مستحکم ہے، اس لئے انہوں نے اپنی کمیونٹی کے لئے کولمبو کے وسط کولمبو ۳ میں، اپنا ایک تین منزلہ میمن ہال بھی بنا رکھا ہے، لہٰذا اس موقع کی مناسبت سے میمن برادری کے بزرگوں نے وفد کے ارکان کو استقبالیہ دینے کے لئے دعوت دی، اور ہمارے وفد کے معزز ارکان جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب اور وکیل ختم نبوت جناب احمد چوہان صاحب سے درخواست کی کہ ہماری برادری کے حضرات کو بھی اس مسئلہ کی اہمیت و نزاکت سے آگاہ فرمائیں اور باور کرائیں کہ امت پر اس کے نبی کی عزت و ناموس کے تحفظ کے سلسلہ میں کیا فرائض عائد ہوتے ہیں اور ایک جھوٹے مدعی نبوت کے مقابلہ میں سچے نبی کی کیا سیرت و کردار ہے؟

چنانچہ بعد نماز مغرب تمام مہمانوں کو وہاں لے جایا گیا اور ہال کی دوسری منزل پر باقاعدہ ایک جلسہ کا سماں تھا، جہاں ان حضرات نے نہایت والہانہ انداز میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سوانح پر بیان فرمایا جبکہ احمد چوہان صاحب نے انگلش میں جنوبی افریقہ کے مقدمہ کی کارروائی کھول کر بیان فرمائی اور قادیانی ریشہ دوانیوں سے حاضرین کو آگاہ فرمایا۔ رات کو دیر گئے وہاں سے فارغ ہوئے، ماحضر تناول کیا اور واپس اپنی رہائش گاہ پر آگئے۔

اگلا دن ہفتہ ۱۷/مارچ کا تھا، جس میں ملک بھر کے علماء کا اجتماع اور کانفرنس تھی، جہاں کولمبو کے تاجروں، وکلاء، ججز اور سیاست دانوں کو جمع کر کے مسئلہ قادیانیت کی سنگینی اور قادیانیوں کے عزائم، اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف ان کی ریشہ دوانیوں اور ان کے خفیہ عزائم و ارادوں اور اپنی نسلوں کو ان کے شر و فتن سے بچانے اور ان کے دین و ایمان کو تحفظ دینے کی خاطر حضرات اکابر مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا صاحب، احمد چوہان ایڈووکیٹ کا بیان طے تھا، صبح جب ''رن موتو'' ہوٹل میں منعقدہ کانفرنس میں جانے کا وقت ہوا تو جناب احمد چوہان صاحب نے حضرت ڈاکٹر صاحب سے درخواست کی کہ روانگی سے پہلے آپ دعا کرا دیں، کیونکہ جنوبی افریقہ میں ہر روز عدالت جانے سے قبل حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ اجتماعی دعا کرایا کرتے تھے۔ بہرحال ان کی فرمائش پر اجتماعی دعا کے بعد ہمارا قافلہ ''رن موتو'' ہوٹل کے لئے روانہ ہوگیا۔ چونکہ کولمبو کے اس فائیو اسٹار ہوٹل ''رن موتو'' کا آڈیٹوریم اس کے لئے پہلے سے بک کرایا جاچکا تھا، اور اس کی گیلریوں کو جگہ جگہ ختم نبوت کے بینروں، استقبالی پرچوں اور لٹریچر سے مزین کیا گیا تھا اور بغیر پاس اور کارڈ کے کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی، اس لئے تھوڑی ہی دیر میں ہوٹل کا ہال کھچا کھچ بھر چکا تھا، سب سے پہلے مولانا مفتی محمد رضوی صاحب نے مسئلہ ختم نبوت اور قادیانی دعاوی اور گستاخیوں پر مبنی مدلل گفتگو فرمائی اور قادیانی کتب کھول کھول کر نہایت موثر انداز میں اپنی مقامی زبان میں اس مسئلہ کو مبرہن فرمایا، پھر احمد چوہان ایڈووکیٹ نے انگلش میں قادیانیت کے تعاقب کے سلسلہ میں جنوبی افریقہ کے مسلمانوں اور پاکستانی حضرات کی مساعی کو نہایت خوش اسلوبی سے واضح کیا، اسی طرح حضرت مولانا اللہ وسایا کا مفصل بیان ہوا اور حسب پروگرام حضرت ڈاکٹر صاحب کے بیان و دعا پر نہایت خیر و خوبی اور کامیابی سے یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔ یوں یہ ہفت روزہ تعلیمی، تربیتی اور ختم نبوت اور تردید قادیانیت کی آگاہی کے سلسلہ کا دورہ کامیابی سے اختتام پذیر ہوا۔ چنانچہ ان حضرات کی مساعی اور بیداری کی برکت تھی کہ وہاں سر اٹھاتی قادیانیت دم دبانے پر مجبور ہوگئی، اس اجتماع میں دوسرے مطالبات کے علاوہ حسب پروگرام درج ذیل قراردادیں بھی منظور کرائی گئیں کہ:

''الف:...... مسلمانان سری لنکا بھی قادیانیوں کو رابطہ عالم اسلامی، پاکستان کی دستور ساز اسمبلی، ماریشس کی عدالت اور ہندو پاک کی اعلیٰ عدالتوں کے فیصلوں کی روشنی میں غیر مسلم تصور کریں۔

ب:...... ان کے ساتھ تمام شعبہ ہائے زندگی میں وہ معاملہ کیا جائے جو ایک غیر مسلم کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ج:...... چونکہ قادیانی زندیق ہیں اس لئے ان کے ساتھ میل جول نہ رکھا جائے۔

د:...... اسی طرح ہم حکومت سری لنکا اور اپنے ہم وطن دوسرے مذاہب کے افراد سے کہنا چاہیں گے کہ قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ کاسٹ تصور کیا جائے۔

ہ:...... چونکہ قادیانی اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور مسلمانوں کے حقوق پر ڈاکا ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں، اس لئے آئندہ ان کو مسلمانوں کا نمائندہ نہ

تصور کیا جائے۔

و:..... حکومت کو چاہئے کہ وہ قادیانیوں کو مسلمانوں کی علامات اور شعائر کے استعمال سے روکے اور انہیں کوئی ایسا کام یا انداز اختیار نہ کرنے دے جس سے مسلمانوں کو دھوکا ہوتا ہو، مثلاً ان کی عبادت گاہ کو مسجد اور ان کی شادی کو نکاح کے نام پر رجسٹرڈ نہ کیا جائے۔

ز:..... چونکہ قادیانی قرآن وسنت میں صریح تحریف کرتے ہیں اس لئے کوئی مسلمان ان کی کسی قسم کی کوئی کتاب اور تحریر نہ پڑھے بلکہ حکومت کو چاہئے کہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری پر مشتمل ان کی ایسی تمام حرکات پر قدغن لگائے اور ان کو مسلمانوں سے الگ اپنا تشخص اجاگر کرنے کا پابند بنایا جائے تاکہ کوئی مسلمان غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔"

اسی شام کو کولمبو کے دوسرے حضرات کے بعض مدارس میں چائے اور ہمارے معزز میزبان جناب الحاج عبدالرحمن کے گھر شام کا کھانا تھا۔ رات کو دیر گئے واپس اپنی قیام گاہ آ گئے، آرام کیا، صبح واپسی تھی، چنانچہ ۱۲ بجے کی پی آئی اے کی فلائٹ سے اتوار ۱۸/ مارچ کو ہمارا یہ مختصر وفد واپس کراچی پہنچ گیا، اللہ تعالیٰ اس دورہ کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو قادیانیوں کی شرارتوں سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔

جناب مولانا مفتی محمد رضوی اور مقامی حضرات کی رپورٹ کے مطابق اس دورہ اور تربیتی نشستوں کا یہ فائدہ ہوا کہ قادیانیت منہ چھپانے پر مجبور ہوگئی اور مسلمان بیدار ہوگئے اور قادیانی سرگرمیاں بالکل [illegible] ہوگئی ہیں۔ فالحمدللہ علی ذالک۔

☆☆............☆☆

اہل نصاب سے خطاب

اب ذرا ان دوستوں سے بھی کروں گا میں خطاب
جن کو مالک نے بنایا ہے یہاں اہل نصاب

باوجود اس کے نہیں کرتے وہ حج کا اہتمام
ڈر خدا کا ہے نہ کچھ حکم نبیؐ کا احترام

دوستو! کے دن ہے جینا دار فانی میں تمہیں
کیا کوئی شک ہے اجل کی جاں ستانی میں تمہیں

بند جس دن آنکھ ہوگی گھر پڑا رہ جائے گا
کل اثاثہ سب زر و زیور پڑا رہ جائے گا

یہ زمین و مال و دولت یہ محل اور مکاں
چھوڑ کر اک دن انہیں جانا پڑے گا مہرباں

جیتے جی فرصت نہ ہوگی کام دھندوں سے کبھی
نفس وشیطاں تم کو چھوڑیں گے نہ پھندوں سے کبھی

روز نکلے گا نیا سورج نئی مشغولیت
ہر مہینے چاند لائے گا نئی مصروفیت

آج تک دنیا کے سارے کام کس نے کر لئے
گوہر مقصود سے کتنوں نے دامن بھر لئے

مرتے مرتے آرزوئے کامرانی رہ گئی
رات دن کٹتے رہے باقی کہانی رہ گئی

مال اندوزی کے منصوبوں کے ساماں رہ گئے
موت آئی، دل کے اندر دل کے ارماں رہ گئے

یہ تمہارے کار دنیا کون سا رک جائے گا
کیا قیامت آئے گی یا آسماں جھک جائے گا

پہلی ہمت سے حج کی بات مشکل ہوگئی
وجہیں کو مانے سمجھے عقل زائل ہوگئی

بعد حج بھی زندگی قائم ہے جینے کے لئے
چھوڑنا ہے گھر فقط دو مہینے کے لئے

کیا جھمیلے زیست کے دو دن کے لئے ٹل سکتے نہیں
تم اگر چاہو تو کیا خود کو بدل سکتے نہیں

دوستو! اب کوئی معنے ہی نہیں تاخیر کے
راستے سارے کھلے ہیں کوشش و تدبیر کے

تیز کر لو اپنی عزم کے سفینے کے لئے
چل پڑو اب کعبہ کے مدینے کے لئے

چل کے خود ہی دیکھ لو آنکھوں سے جنت کی بہار
گھر خدا کا اور نبیؐ کا آستان پُروقار

دوستو! تم کو ہما کا مخلصانہ ہے پیام
عزم و ہمت چاہئے مشکل نہیں پھر کوئی کام

ہما صدیقی

ابوفراز

وقت کی پکار!

یہ سیاہ کار نہ تو عالم دین ہے، نہ فلاسفر، نہ پنڈت ہے، نہ جیوتشی، نہ فلکیات کا کوئی ماہر ہے، نہ سائنس دان، نہ غیب کی باتیں بتانے والا شعبدہ باز ہے اور نہ ہی سنسنی خیز ڈرامے اور فلموں کی کہانی لکھنے والا، بس تاریخ کا طالب علم اور حالات حاضرہ پر نظر رکھنے والا مسلمان اور اپنے جیسے مسلمانوں کی بداعمالیوں، بے حسی اور بدحالی پر کڑھنے والا ایک عام سا انسان، یہ تمہید اس لئے باندھنی پڑی کہ اپنے پچھلے مراسلہ ”قفس کے پجاری“ کی ابتدا اس جملے سے تھی:

”کچھ دنوں سے صبح کے وقت جب آسمان پر بادل چھا جاتے ہیں تو دل دھڑکنا شروع ہو جاتا ہے کہ کہیں یہ ہم پر اللہ کا عذاب نہ ہو۔“

اور اس کا آخری پیراگراف تھا:

”ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر مسلمان دوسرے مسلمان کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگانے کی کوشش میں مصروف ہو جائے، چاہے خود اعمال کے لحاظ سے کتنا بھی کمزور کیوں نہ ہو، تاکہ اللہ تعالیٰ کو ہم پر رحمت آ جائے اور ضلالت کے بادل جو بڑی تیزی سے ہماری طرف بڑھے چلے آ رہے ہیں چھٹ جائیں، صرف یہی ایک طریقہ ہمارے لئے نجات کا باقی ہے ورنہ پھر انتظار کریں کہ جب گھرے بادل بجلیوں کے ساتھ ہم پر ٹوٹ پڑیں، سمندر ہم پر چڑھ دوڑے، آندھی طوفان ہمیں گھیر لیں، زلزلے ہمیں زمین میں دھنسا دیں اور ہمیں توبہ کی بھی مہلت نہ ملے۔“

یہ کوئی پیشینگوئی نہ تھی مگر گزشتہ دنوں اندرون سندھ مٹی کا شدید طوفان نازل ہوا، جس کے باعث کراچی کو واپڈا سے بجلی فراہم کرنے والی ٹرانسمیشن لائن جامشورو کے قریب سے ٹوٹ گئی اور جامشورو سے کراچی تک بجلی کا طویل بریک ڈاؤن ہو گیا، جس پر دو دن تک بھی پوری طرح قابو نہیں پایا جا سکا۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق اس طویل بریک ڈاؤن کے باعث کراچی کے شہریوں کی اکثریت نے بچوں اور گھر والوں سمیت رات سڑکوں اور پارکوں میں گزاری، بہت سے علاقوں کو پانی کی قلت کا سامنا کرنا پڑا، حیدرآباد سمیت اندرون سندھ کے بہت سے شہروں اور ان کے گردونواح میں اسی مٹی کے طوفان سے کئی کچے مکانوں کی چھتیں اڑ گئیں، سائن بورڈ گر گئے اور آم اور جامن کے باغات کو نقصان پہنچا اور بیشتر علاقوں کی بجلی معطل ہو گئی، یہ تو ہیں میڈیا کی خبریں۔

اب ہمیشہ کی طرح سائنسی پنڈت اس کی بھی مادی تشریح فرماتے ہیں کہ فلاں جگہ ہوا کا دباؤ اتنا کم ہو گیا اور فلاں جگہ اتنا بڑھ گیا، جس کی وجہ سے یہ طوفان آیا۔ بعض کہیں گے کہ مون سون کا موسم ہے اس میں اس طرح کے حالات کا وجود میں آنا غیر معمولی نہیں، بہت سے تو کے ای ایس سی کو مورد الزام ٹھہرا رہے ہیں، اگر یہ سب لوگ طوفان نوح، قوم عاد کی تباہی، قوم ثمود کی بربادی، فرعون کی غرقابی جیسے دور میں ہوتے تو بھی اسی طرح کی توجیہات بیان کر کے لوگوں کو اطمینان دلاتے دکھائی دیتے، جیسے آج کے دور میں دکھائی دیتے ہیں تاکہ لوگوں میں رجوع الی اللہ اور توبہ کے ساتھ اپنے اعمال کی اصلاح کی فکر ہی پیدا نہ ہو اور وہ بے فکر بیٹھے رہیں جیسے آج ہم بیٹھے ہیں، ہم میں سے شاید ہی کسی کے ذہن میں آیا ہو کہ یہ ہوا کے دباؤ میں کمی زیادتی کون کرتا ہے؟ اور مون سون کے موسم بعض علاقوں میں بعض اوقات اتنی تباہی کون برپا کرتا ہے؟ کون ہے جو ان سب چیزوں کو کنٹرول کرتا ہے؟ کس کے ذہن میں یہ بات آئی ہوگی کہ اگر یہ طوفان کراچی یا کسی اور بڑے شہر میں آیا ہوتا تو تباہی و بربادی اور جانی و مالی نقصان کی شرح کتنی زیادہ ہوتی؟ کس کے ذہن میں آیا ہوگا کہ کراچی سمیت ملک کے دوسرے بڑے شہروں میں علمائے کرام اور مشائخ عظام کے فرمان کے مطابق سورۂ یٰس کی تلاوت کا اہتمام، مساجد، مدارس اور خانقاہوں کے علاوہ بہت سے گھروں میں بھی پابندی سے جاری ہے، جس کی وجہ سے قادر مطلق نے اس طوفان کے عذاب سے بہت سے شہروں کو بچالیا، کس کے خیال میں آیا ہوگا کہ یہ جو گھنٹوں کی پریشانی بجلی بند ہونے کے سبب بہت سے لوگوں کو بھگتنا پڑی، یہ خالق کائنات کی طرف سے کہیں وارننگ نہ ہو کہ دیکھو اب بھی وقت ہے سدھر جاؤ، ایمان و اعمال والی زندگی کی طرف پلٹ آؤ، بداعمالیوں اور ضلالت والے کاموں سے توبہ کر کے دکھی اور مظلوم مسلمانوں کی فلاح والے کاموں میں لگ جاؤ، مظلوموں اور ان کی عورتوں، بچوں اور بوڑھوں پر رحم کھاؤ تاکہ تمہارے ساتھ بھی دنیا اور آخرت میں رحم والا معاملہ کیا جائے، کسی پر برا

وقت پڑے تو عبرت پکڑو کہ کہیں یہ وقت کل تم پر بھی نہ آ جائے اور زمین تم پر تنگ کر دی جائے، بڑی بڑی ایئر کنڈیشنڈ گاڑیوں میں سوار، اونچی آواز میں ڈیک پر میوزک اور گانے سننے والو! وقت کی پکار کو بھی سنو، کہ تمہارے دین، ایمان کے دشمن میڈیا کے کندھوں پر سوار ہو کر تمہاری آخرت خراب کرنے میں اسی طرح منہمک ہیں جیسے کینسر انسانی جسم کے کسی عضو پر حملہ کر کے اس طرح پھیلتا رہتا ہے کہ موت کے منہ تک پہنچنے سے پہلے تکلیف کی خبر بھی نہیں ہونے دیتا، ابہام کے بھنور سے نکلو اور حقیقت کے نور سے منور ہونے کی کوشش کرو، ایک موبائل کی خاطر انسانیت کا خون کرنے والو اور حرام حلال کی پرواہ کئے بغیر مال و دولت کی لوٹ مار کرنے والو سن لو کہ ایک دن تمہیں بھی سب کچھ یہیں چھوڑ کر جانا ہے، اس جگہ جہاں ہر کسی کو ایک دن جانا ہے اور اپنے ہر اچھے بُرے عمل کا حساب دینا ہے، جہاں ہر مظلوم کو ظالم سے بدلہ دلوایا جائے گا، چاہے ظلم اپنی چاہت سے کیا ہو یا کسی کے زور دباؤ اور لالچ سے، اگر نہیں جانتے تو جاننے والوں سے پوچھو، اگر نہیں سمجھ آئی تو سمجھانے والوں سے سمجھو، ان سے سمجھو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک ایک زنجیر کی کڑیوں کی طرح آپس میں جڑے ہوئے ہمیں سمجھانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، ان کی باتوں میں مت الجھو جو میڈیا کے زور پر تمہیں الجھانے میں مصروف ہیں، خود ساختہ دین کی تشریح کرنے والے لوگ یہ تو ان لوگوں کے کارندے ہیں جنہوں نے ایک جھوٹے نبی کو غلام احمد قادیانی کی شکل میں تخلیق کر ڈالا اور بہت سے بھولے لوگ اس کے بہکاوے میں آ گئے اور اپنی عاقبت خراب کر بیٹھے، مغرب نے بھی میڈیا پر ہی بھروسا کر رکھا ہے اور سرمایہ دار یہودی اور ان کے ایجنٹ انہیں قربانی کا بکرا بنائے ہوئے ہیں اور انہیں کے ایجنٹوں نے مسلمانوں کو بھی الجھا رکھا ہے، تاریخ اٹھا کر دیکھو کہ ہمارے دین کے دشمنوں نے ہماری صفوں میں گھس کر کس طرح دین کی درگت بنانے کی کوششیں کی ہیں اور یہ کوششیں تا حال جاری ہیں۔

آج میڈیا کے اثرات ایٹم بم کے اثرات پر بھاری ہیں، کیونکہ یہ پوری دنیا کو تباہی کی طرف دھکیل رہے ہیں، ایک شیطانی کہاوت ہے کہ جھوٹ اتنا اور تسلسل سے بولو کہ ہر کوئی اسے سچ سمجھنے لگے۔ ایک حدیث پاک کا مفہوم یوں ہے کہ: ''ایک زمانہ آئے گا کہ آدمی صبح کو ایمان والا ہوگا اور شام کو کافر، کوئی شام کو ایمان والا ہوگا اور صبح کو کافر'' سوچیں کیا یہ وہی زمانہ تو نہیں، آدمی گھر سے نکلتا ہے تو مسلمان ہوتا ہے شام کو واپس آ کر ٹی وی، ڈش، انٹرنیٹ پر بیٹھ کر دین سے متعلق دشمن کے ایجنٹوں کے منہ سے الٹے سیدھے مباحثے سنتا ہے اور اس کا ایمان و یقین بستر پر جانے تک متزلزل ہو چکا ہوتا ہے اور کچھ ایسی باتوں کا اس کے دل میں یقین بیٹھ جاتا ہے جس سے وہ کفر کی حدود میں داخل ہو چکا ہوتا ہے اور دلچسپ بات یہ کہ اسے اس کا ادراک بھی نہیں ہوتا، اور آج کل تو ایسی ایسی ویب سائٹس بن چکی ہیں کہ جنہیں دیکھ کر انسان دہریہ ہو کر رہ جائے چاہے پہلے وہ کتنا ہی راسخ العقیدہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو۔

یاد رکھئے اور ایک دوسرے کو بتایئے کہ صحابہ کرامؓ سے لے کر آج تک ایک سلسلہ وار لڑی میں موتیوں کی طرح پروئے ہوئے یہ ہمارے علماء حقانی اور مشائخ عظام ہیں جنہوں نے قرآنی تفسیر اور احادیث و سنت نبویؐ کی تمام کی تمام تفصیل کو نہ صرف محفوظ رکھا بلکہ ان کی روشنی میں ہم جیسے مسلمانوں کی رہبری اور راہنمائی کا فریضہ احسن طریقے سے پورا کیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے، ہمیں کسی اور تشریح کی خواہش ہے نہ ضرورت، درمیان میں گھسنے والوں کی اس لڑی میں کوئی گنجائش نہیں، خود ساختہ عالم کہلانے والوں کی اس میں کوئی جگہ نہیں، یہ دین میں ابہام پیدا کرنے والے لوگ دشمن کے ایجنٹ کا رول ادا کر رہے ہیں، میڈیا کے زور پر یہ ہمارے ایمان کو دھندلانے کی کوششوں میں مشغول ہیں اور بھولے بھالے کم فہم مسلمان ان کے دام میں پھنستے جا رہے ہیں، ان کے ناپاک ارادے ہیں کہ کسی طرح ہم لوگوں کو اپنے علماء و مشائخ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثا ہیں، بدظن کر دیں تاکہ ہمیں صحیح راہنمائی کرنے والے کی تلاش ہی مشکل معلوم ہونے لگے، یہ مدارس اور خانقاہیں ان کے مقصد کی تکمیل کی راہ میں کانٹے ہیں، جنہیں اب ہٹانے کی کوششیں مختلف طریقوں سے شروع ہو چکی ہیں اور اس کام

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

کے لئے انہیں ہمارے درمیان سے میر جعفر اور میر صادق تلاش کرنا پہلے سے زیادہ آسان ہے۔

ایک بہت بڑا پروپیگنڈا جو ہمیشہ کی طرح آج بھی مسلمانوں میں زور و شور سے پھیلایا جارہا ہے کہ علماء کرام کے درمیان آپس میں اختلاف ہیں، کس کی مانیں کس کی نہ مانیں، اس سلسلہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی نور اللہ مرقدہ اپنی تصنیف ”فضائل اعمال“ فصل دس فضائل تبلیغ صفحہ ۴۲ پر لکھتے ہیں:

”ایک عام اشکال یہ کیا جاتا ہے کہ ان علماء کے اختلاف نے عوام کو تباہ و برباد کردیا ہے، ممکن ہے کسی درجہ میں صحیح ہو، مگر حقیقت یہ ہے کہ علماء کا یہ اختلاف آج کا نہیں، سو پچاس برس کا نہیں خیر القرون بلکہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے ہے۔ حضور اقدسؐ حضرت ابو ہریرہؓ کو اپنے نعلین شریف بطور علامت کے دے کر اس اعلان کے لئے بھیجتے ہیں کہ جو شخص کلمہ گو ہو وہ جنت میں ضرور داخل ہوگا، راستے میں حضرت عمرؓ ملتے ہیں اور معاملہ پوچھتے ہیں، حضرت ابو ہریرہؓ اپنے کو حضورؐ کا قاصد بتاتے ہیں لیکن پھر بھی حضرت عمرؓ اس زور سے ان کے سینے پر دونوں ہاتھ مارتے ہیں کہ وہ بے چارے سرینوں کے بل زمین پر گر پڑتے ہیں، مگر نہ کوئی حضرت عمرؓ کے خلاف پوسٹر شائع ہوتا ہے نہ کوئی جلسہ ہوکر احتجاجی ریزولیشن پاس ہوتا ہے۔“

اسی صفحہ پر آگے لکھتے ہیں:

”علماء میں اختلاف رحمت ہے اور بدیہی امر ہے، جب کوئی عالم کسی شرعی دلیل سے کوئی فتویٰ دے گا، دوسرے کے نزدیک اگر وہ حجت صحیح نہیں تو وہ شرعاً اختلاف کرنے پر مجبور ہے، اگر اختلاف نہ کرے تو مداہن اور عاصی ہے۔“

اب بتائیے کہ علماء کرام میں اختلاف خیر القرون سے آج تک امت کی اصلاح کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکا تو آج کیسے بن سکتا ہے، ہم جیسے مسلمانوں کو تو غرض اپنی اصلاح سے ہونا چاہئے، اختلاف تو رحمت ہے، جب ہی تو یہ واحد دین ہے جو اتنے بڑے عرصہ کے دوران اپنی تمام تر جزویات کے ساتھ زندہ ہے اور زندہ رہے گا، کیونکہ ایک حدیث شریف کا مفہوم ہے:

”(نزول عیسیٰ تک) اس امت میں ایک جماعت حق کے لئے برسرپیکار رہے گی جو اپنے مخالفین کی پرواہ نہ کرے گی، اس جماعت کے آخری امام مہدی ہوں گے۔“

سیاسی اختلافات تو علماء کرام کے درمیان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے سے آج تک ہر دور میں رہے ہیں، بلکہ پاکستان بننے کی تحریک میں حضرت مولانا حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ سمیت بہت سے علماء کرام پاکستان بننے کے حق میں نہ تھے، ان کا نظریہ تھا کہ مسلمانوں کو صوبوں کی بنیاد پر اپنے حقوق حاصل کرنا چاہئے تاکہ خون خرابہ اور اکھاڑ پچھاڑ سے بچا جاسکے اور مقصد بھی حاصل ہوجائے، جبکہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی قدس سرہ سمیت بہت سے علماء کرام کا نظریہ تھا کہ مسلمانوں کو ملک حاصل کرنا چاہئے تاکہ یہاں آزادی سے اسلامی نظام نافذ کیا جاسکے، امت کی اصلاح کی حکمت عملی میں بہت سے جید علماء کرام حضرت مولانا محمد الیاس نور اللہ مرقدہ سے اختلاف رکھتے تھے کہ اس سے بتدریج مدارس خانقاہوں اور مشائخ کی عظمت وقدر میں کمی واقع ہوتی جائے گی۔

ان سارے اختلافات کے باوجود ان میں آپس میں احترام اور پیار و محبت کا رشتہ ہمیشہ قائم رہا اور امت کی اصلاح کے عمل میں کوئی خلل نہ آنے پایا تو آج ہم کیوں دشمنوں کے بہکاوے میں آتے جارہے ہیں، ہمیں تو اپنے کام سے مطلب ہونا چاہئے، ہمیں تو غذا حاصل کرنی ہے، روح کی غذا، کسی بھی اللہ والے سے تعلق بنالو، چاہے وہ ہمیں روٹی پہلے کھلائے بعد میں چاول یا پہلے چاول کھلائے بعد میں روٹی، انشاء اللہ وہ ہماری روح کو سیر کردے گا، یہی ہمارا مقصد ہونا چاہئے، ورنہ پھر دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

☆☆☆

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

ICEBERG (Water Chiller)

☆ پینے کا پانی ٹھنڈا کرنے کے ساتھ ساتھ بجلی کی بھی بچت کرتا ہے، ☆ خوبصورت ڈیزائن، ☆ باڈی مکمل کوٹڈ ہونے کی وجہ سے زنگ سے محفوظ، ☆ واٹر ٹینک اسٹین لیس اسٹیل، ☆ جدید ترین ٹیکنالوجی کو سامنے رکھ کر مکمل کیلکولیٹڈ بنایا گیا ہے، جس کی وجہ سے یہ صرف چند منٹوں میں آپ کو ٹھنڈا پانی دینا شروع کر دیتا ہے۔

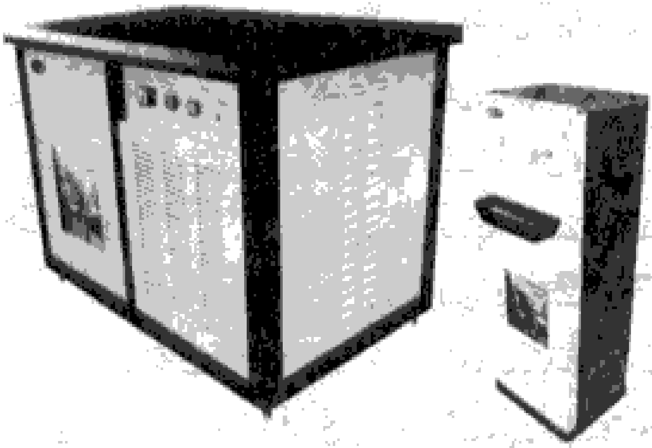

فلاحی اداروں اور سپلائرز کے لئے خصوصی ڈسکاؤنٹ

مختلف خوبصورت ڈیزائن اور کیپیسٹی میں دستیاب ہیں

رابطہ سیل: 0333-2126720

E-mail:monir@super.net.pk

ڈیلر

مون لائٹ کارپٹ
نیر کارپٹ
قمر کارپٹ
وینس کارپٹ
اولمپیا کارپٹ
لودھی کارپٹ

مساجد کے لئے خاص رعایت

جبار کارپٹس

پتہ

این آر ایونیو، حیدری پوسٹ آفس بلاک "بی" برکات حیدری ناظم آباد

فون: 6646888-6647655 فیکس: 0921-21-5671503

E-mail: jabbarcarpet@cyber.net.pk

ساتویں قسط

مرزا قادیانی کے وجوہِ ارتداد

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مرزا غلام احمد قادیانی کے کفر و ارتداد کی چوتھی وجہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین:

اسلامی اصولوں کے مطابق کسی نبی کے حق میں ادنیٰ گستاخی بھی کفر ہے، امام قاضی عیاض مالکی ”الشفا“ میں لکھتے ہیں:

”وکذالک من آمن بالوحدانیة وصحة النبوة ونبوة نبینا صلی اللّٰه علیه وسلم ولکن جوز علی الانبیاء الکذب فیما اتوابه، ادعی فی ذالک المصلحة بزعمه اولم یدعها فهو کافر باجماع.“

(الشفا، ج:۲، ص:۲۴۵)

ترجمہ:.....”اسی طرح جو شخص وحدانیت، صحت نبوت اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا قائل ہو، لیکن انبیا کرام علیہم السلام کے حق میں جھوٹ کو جائز سمجھے، خواہ اس میں کسی مصلحت کا دعویٰ کرے یا نہ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔“

اسی سلسلہ میں آگے لکھتے ہیں:

”او استخف به او باحد من الانبیاء او ازری علیهم او آذاهم او قتل نبیا او حاربه فهو کافر باجماع.“ (ایضاً ج:۲ ص:۲۴۶)

ترجمہ:.....”یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں گستاخی کرے یا کسی اور نبی کی گستاخی کرے یا ان پر کوئی عیب لگائے یا کسی نبی کو قتل کرے یا اس سے جنگ کرے وہ بالاجماع کافر ہے۔“

۱/۱۳۶۔”مرزا نے خود بھی تسلیم کیا ہے کہ: ”اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے۔“ (چشمہ معرفت (خاتمہ) ص:۱۸، روحانی خزائن ج:۲۳ ص:۳۹۰)

مرزا غلام احمد قادیانی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں نہایت ناشائستہ گستاخیاں کیں۔ ان کے معجزات کی توہین کی ہے اور ان کی طرف جھوٹ کی نسبت کی ہے، اس لئے مرزا قادیانی تمام امت کے نزدیک خارج از اسلام اور مرتد ہے۔ ذیل میں مرزا قادیانی کی کتابوں سے چند فقرے نقل کئے جاتے ہیں:

۱:.....مسیح کا چال چلن:

۱/۱۳۷۔”مسیح کا چال چلن کیا تھا۔ ایک کھاؤ، پیئو، شرابی، نہ زاہد، نہ عابد، نہ حق کا پرستار، متکبر، خودبین، خدائی کا دعویٰ کرنے والا۔“ (مکتوبات احمدیہ ج:۳ ص:۲۱ تا ۲۴)

۲/۱۳۸۔”یسوع اس لئے اپنے تئیں نیک نہ کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ خدائی کے بعد، بلکہ ابتدا ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ ہے۔“ (ست بچن ص:۱۷۲ حاشیہ، روحانی خزائن ج:۱۰ ص:۲۹۶)

۳/۱۳۹۔”مسیح نے تو امام حسین علیہ السلام جتنا حوصلہ بھی نہ دکھایا۔“ (ملفوظات ج:۴ ص:۱۰۷)

۴/۱۴۰۔”حضرت عیسیٰ کا نام بھی الٹا مذہب بھی الٹا۔“ (ملفوظات، ج:۴ ص:۱۹۰)

۲:.....شراب نوشی:

۱/۱۴۱۔”یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے۔ اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔“ (کشتی نوح ص:۶۵ حاشیہ، روحانی خزائن، ج:۱۹ ص:۷۱)

۲/۱۴۲۔”میرے نزدیک مسیح شراب سے پرہیز رکھنے والا نہیں تھا۔“ (ریویو آف ریلیجنز ج:۱ ص:۱۲۴، ۱۹۰۳ء)

۳/۱۴۳۔”ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کردی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ یہ آپ نے بڑی مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کرکے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔“ (نسیم دعوت ص:۶۹، روحانی خزائن ج:۱۹ ص:۴۳۵)

۴/۱۴۴۔ ’’یحیٰ جو نشہ نہیں پیتے تھے، معلوم ہوا کہ اس وقت بھی منع تھا، مسیح نے مرشد کی تقلید کیوں نہ کی۔‘‘ (ملفوظات، ج:۴، ص:۸۹)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے نزدیک شراب اس وقت بھی حرام تھی اس کے باوجود مرزا، حضرت مسیح علیہ السلام پر شراب نوشی کی تہمت لگاتا ہے اور انہیں ’’شرابی کبابی‘‘ کا خطاب دیتا ہے۔ اردو محاورہ میں یہ لفظ ’’عیاش، بدمعاش‘‘ کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔

۵/۱۴۵۔ ’’اصل میں ہمارا وجود دو باتوں کے لئے ہے، ایک تو ایک نبی کو مارنے کے لئے دوسرا شیطان کو مارنے کے لئے۔‘‘ (ملفوظات، ج:۱۰، ص:۶۰)

۳:......فاحشہ عورتوں سے تعلق:

۱/۱۴۶۔ ’’لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانے میں دوسرے راست بازوں سے بڑھ ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحیٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔ اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آکر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا ہو۔ یا ہاتھوں اور اپنے سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحیٰ کا نام حصور رکھا مگر مسیح کا یہ نام نہ رکھا کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔‘‘ (دافع البلاء ٹائٹل پیج، روحانی خزائن ج:۱۸ ص:۲۲۰)

ان تین فقروں میں مرزا قادیانی نے حضرت مسیح علیہ السلام پر فاحشہ عورتوں سے اختلاط کی تہمت لگائی ہے اور اس کی وجہ بیان کی کہ نعوذ باللہ آپ کی تین دادیاں اور تین نانیاں زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں اور حضرت مسیح پر لگائے گئے الزام کے ثبوت میں قرآن کا غلط حوالہ دیا ہے۔ نعوذ باللہ۔

۲/۱۴۷۔ ’’تمہیں خبر نہیں کہ مردمی اور رجولیت انسان کے صفات محمودہ میں سے ہیں۔ ہیجڑا ہونا کوئی اچھی صفت نہیں۔ جیسے بہرا اور گونگا ہونا کسی خوبی پر داخل نہیں، ہاں یہ اعتراض بہت بڑا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام مردانہ صفات کی اعلیٰ ترین صفت سے بے نصیب محض ہونے کے باعث ازواج سے سچی اور کامل حسن معاشرت کا کوئی عملی نمونہ نہ دے سکے، اس لئے یورپ کی عورتیں نہایت قابل شرم آزادی سے فائدہ اٹھا کر اعتدال کے دائرہ سے ادھر اُدھر نکل گئیں اور آخر ناگفتنی فسق و فجور تک نوبت پہنچی۔‘‘ (نور القرآن، روحانی خزائن ج۹ ص۳۹۳)

(جاری ہے)

خبریں بر لبِ نظر

مولانا شجاع آبادی کا چارروزہ دورۂ گجرات

گجرات (محمد قاسم سیوطی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ضلع گجرات کے چارروزہ تبلیغی دورہ پر تشریف لائے۔ ۶/ جولائی کو جامعہ فاروقیہ ڈوگہ تہال میں منعقدہ تقابل ادیان کورس میں قاری احسان الحق شاد کی دعوت پر شرکت کی اور اوصاف نبوت، مرزا قادیانی کے کریکٹر وکردار، عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت و فضیلت، اجرائے نبوت پر قادیانیوں کے نام نہاد دلائل اور ان کے جوابات دیئے اور سوال وجواب کی نشست بھی منعقد ہوئی۔

۷/ جولائی بعد نماز عشاء بھوت مدرسہ تعلیم القرآن کی جامع مسجد میں منعقدہ جلسہ سے خطاب کیا، جس کی صدارت قاری محمد اعجاز نے کی۔ رات قیام جامعہ بدریہ جھوک خورد میں کیا، صبح کی نماز کے بعد جامع مسجد بدریہ میں عقیدہ ختم نبوت کی عظمت پر خطاب کیا اور مولانا منظور احمد کی عیادت کی۔ واضح رہے کہ مذکورہ بالا مدرسہ تین سوسال سے علاقہ کی دینی خدمات سرانجام دے رہا ہے۔ بعدازاں مدرسۃ البنات کی تقریب ختم مشکوٰۃ میں شرکت کی بلکہ مشکوٰۃ شریف کی آخری حدیث کا درس دیا، قاری محمد طیب، قاری محمد اظہر منتظمین جامعہ ہذا نے مولانا شجاع آبادی کی تشریف آوری پر خیر مقدم کیا۔

۸/ جولائی صبح ۱۰ سے ۱۱ بجے تک جامعہ فاروقیہ للبنات ساکہ میں بنات اسلام اور خواتین کے اجتماع سے اصلاحی خطاب کیا۔ مولانا محمد الیاس فاضل جامعہ فاروقیہ کراچی مدرسہ چلا رہے ہیں۔ ۸/ جولائی بعد نماز ظہر جامع مسجد "ساکہ" میں خطاب کیا۔

قبل از نماز عصر جامعہ محمودیہ معمورہ ناگڑیاں میں حاضری دی اور قاری ضیاء اللہ قریشی اور ان کے رفقاء سے سیّد محمد یونس الحسنیؒ کی وفات پر تعزیت کا اظہار کیا اور دعائے مغفرت کی۔ ناگڑیاں امیر شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا آبائی علاقہ ہے۔ شاہ جیؒ کے والد محترم اور دادا ناگڑیاں سے ملحقہ قبرستان میں محو استراحت ہیں۔ سیّد محمد یونس حسنیؒ کی دو ہمشیرگان ابنائے امیر شریعت مولانا سیّد عطاء المومن شاہ بخاری مدظلہ اور محسن احرار مولانا سیّد عطاء المحسن شاہ بخاریؒ کے حبالۂ عقد میں آئیں۔ سیّد عطاء المحسن بخاریؒ نے ناگڑیاں میں مدرسہ کی بنیاد رکھی اب ابن امیر شریعت پیرجی سیّد عطاء المہیمن بخاری مدظلہ جامعہ محمودیہ معمورہ کا نظام چلا رہے ہیں۔ مدرسہ کی شاندار عمارت دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔

۸/ جولائی بعد نماز مغرب اور عشاء مدرسہ تعلیم الاسلام بھدر کے طلباء کرام سے خطاب کیا اور جامعہ کی خوبصورت جدید عمارت دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ بانی مدرسہ مولانا قاری عطاء اللہ کو شاندار عمارت کے قیام پر مبارکباد پیش کی۔

۹/ جولائی پنجوڑیاں کی جامع مسجد صدیق اکبرؓ میں منعقدہ سمر کیمپ کے شرکاء سے پونے آٹھ بجے سے ساڑھے آٹھ بجے تک خطاب کیا اور پنجوڑیاں سے ملحقہ قبرستان میں مولانا محمد شریف احرار رحمہ اللہ کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی۔ مولانا محمد شریف احرارؒ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دنیاپور ضلع لودھراں اور کراچی میں مبلغ رہے۔ مولانا کی نرینہ اولاد نہیں تھی، ایک بیٹی جناب خالد سعید جانباز ابن مرزا غلام نبی جانبازؒ کے گھر اور دوسری بیٹی مشہور کالم نویس قاری منصور احمد کے گھر میں ہیں۔ موصوف نے کھاریاں سے متصل مسجد تعمیر کی جو آج کل ان کے نواسے مولانا محمد اسعد خطیب و امام کی حیثیت سے خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

۹/ جولائی قبل از نماز ظہر جامع مسجد الفاروق اسلامک انسٹی ٹیوٹ بانکا نوالہ کے علماء وطلباء سے عقیدۂ ختم نبوت کا تحفظ اور علماء وطلباء کی ذمہ داریاں کے عنوان سے خطاب کیا، بعدازاں جامعہ للبنات الحنفیہ ڈنگہ کسانہ میں تشریف لائے اور حضرت مولانا قاری محمد اختر کے صاحبزادگان سے ملاقات کی۔ مذکورہ بالا تمام پروگراموں میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ضلع گجرات کے مبلغ مولانا محمد قاسم سیوطی زیدمجدہ ہم سفر رہے اور پروگراموں کی تشکیل میں مولانا غلام شبیر کا تعاون حاصل رہا۔ اللہ پاک اس دورہ کو قبول فرماکر ذریعۂ ہدایت بنائیں۔

مکتوب مدینہ

"ہفت روزہ ختم نبوت" کی پسندیدگی!

کچھ عرصہ قبل ناچیز نے ایک خواب دیکھا جس میں "ختم نبوت" رسالہ اور اس کے مضامین کو پسندیدہ قرار دیا گیا تھا (جبکہ قبل ازاں یہ رسالہ کبھی میری نظر سے بھی نہیں گزرا تھا) مزید اسی خواب میں ناچیز اپنے ایک عالم دوست ... کی خدمت میں گزارش کررہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا تذکرہ ہر مجلس میں ہونا چاہئے اور ختم نبوت کے مفہوم کو اس حد تک محدود نہ سمجھا جائے کہ صرف اتنا ذکر کردینا کافی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہے اور اس کو ماننے والے کافر ہیں بلکہ ختم نبوت کے بارے میں ہر محفل ومجلس میں شرکاء کی جو معلومات ہیں ان کو اس علمی سطح سے آگے بڑھایا جائے (تاکہ ختم نبوت کی بابت ان کی معلومات میں مسلسل ترقی واضافہ ہوتا رہے) آج اچانک دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ یہ خواب قارئین "ہفت روزہ ختم نبوت" کی خدمت میں پیش کردیا جائے تاکہ ہم سب اپنی ہر محفل کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے مبارک تذکرے سے معمور اور معطر بنائیں، اللہ تعالیٰ ہمیں اس مبارک تذکرے کی توفیق عطا فرمائے اور ختم نبوت رسالے کو عام کرنے کی توفیق سے نوازے۔

خادم ختم نبوت

ڈاکٹر غلام رسول، مدینہ منورہ

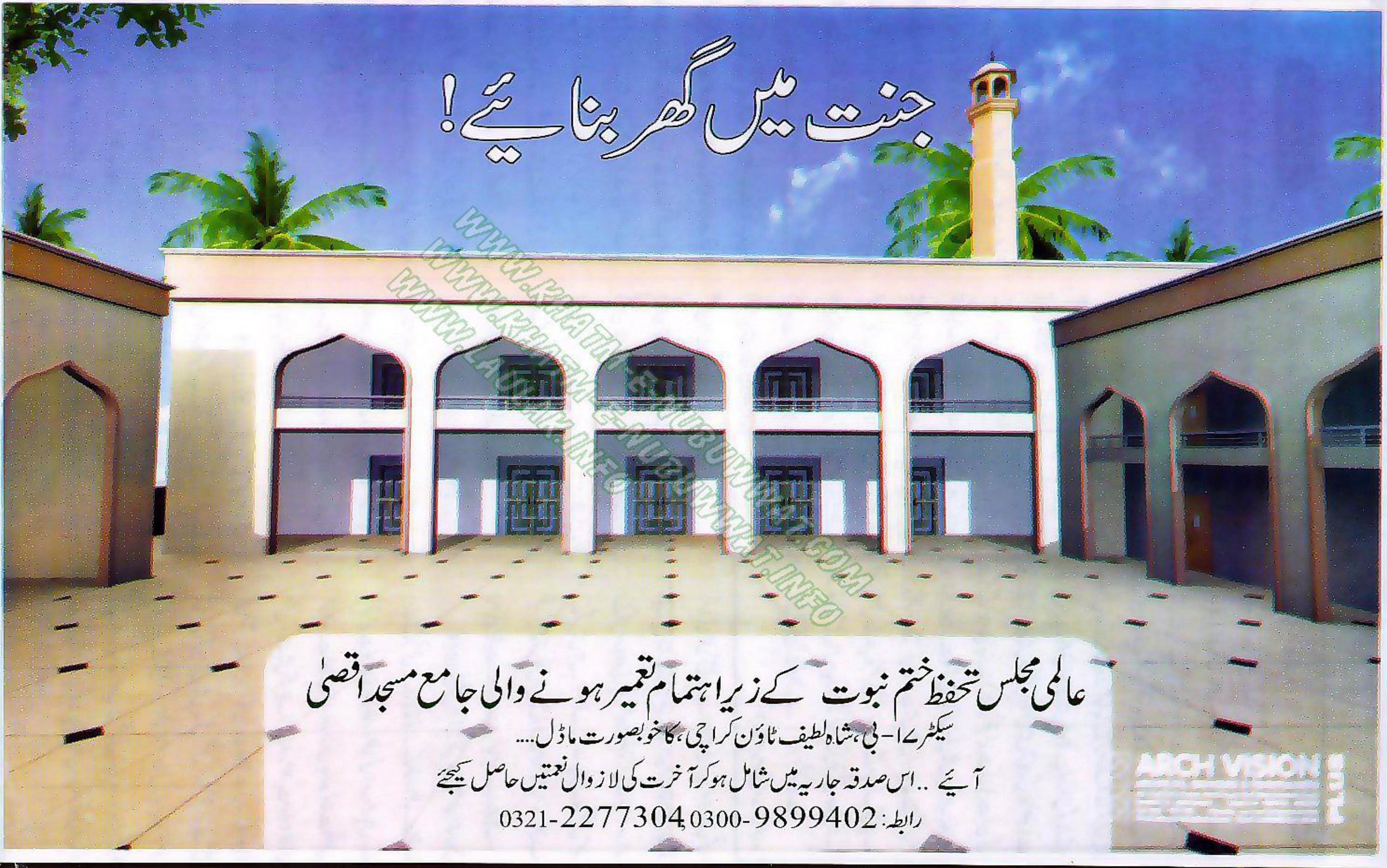

جنت میں گھر بنائیے!
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.COM
WWW.KHATM-E-NUBUWWAT.INFO
WWW.LAULAK.INFO
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام تعمیر ہونے والی جامع مسجد اقصیٰ
سیکٹر ۱۷-بی شاہ لطیف ٹاؤن کراچی، کا خوبصورت ماڈل....
آیئے .. اس صدقہ جاریہ میں شامل ہو کر آخرت کی لازوال نعمتیں حاصل کیجیے
رابطہ: 0321-2277304، 0300-9899402
ARCH VISION